واضح ہو

کہ منجملہ دیگر علوم ضروری کے علم تواریخ سے آگاہ ہونا بھی ایک واجبی اور لازمی امر ہے۔ علی الخصوص ایسی کتب تواریخ سے جنکے مورخین نے حقوق تواریخ نویسی کو حتی الوسع پورا پورا ادا کیا ہو۔ اور جنکے بیانات واضحہ مین تعصب اور نفسانیت کی بو نہ آتی ہو۔ اور جو بالاتفاق معتبر اور مستند سمجھے جاتے ہون۔

تواریخ کی اکثر کتابیں مستند عربی زبان مین ہین جو اب تک چھاپی بھی نہین گئین اگر وہ اہل اسلام کی سلطنتہاے یورپ و ایشیا کے کسی مقام مین طبع ہو بھی گئی ہون تب بھی اس ملک مین ایسے لوگ بہت ہی کم ہین جنکو ان کتابونکے چھپ جانے کا حال معلوم ہو اور جو ان کو ولایتہاے دور و دراز سے بصرف کثیر منگوا کر ان کے مضامین عربی سے منتفع ہون۔

بعض مستند کتابین علم تواریخ کی فارسی مین بھی موجود ہین لیکن اونکا کمیاب ضخیم اور بیش قیمت ہونا ان کی اشاعت عام کے حق مین اسقدر حارج ہے کہ سوا خاص خاص شائقین مستطیع کے کم بضاعت لوگ ان کو ہرگز بہم نہین پہونچا سکتے +

بمنہ و کرمہ

جنگ جمل

از تاریخ

اعثم کوفی

جسکو

منشی بہزا نوازش حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع

سہارنپور نے اردو مین ترجمہ کیا

اور بہ اعانت و فرمائش

شیخ واجد علیصاحب کتب فروش آلہ آباد

بار اول

ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۳ ہجری

مطبع نامی شہر لکھنؤ مین طبع ہوا

ماہ جون سنہ ۱۸۸۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اول

راویان اخبار یون کہتے ہین - کہ جب خبر واقعہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی اور
تعین خلافت اوپر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے عالم مین مشہور ہوئی - تو یہہ حال عبد اللہ
بن عامر بن کریز کو بھی معلوم ہوا - عبد اللہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے
امیر بصرہ مقرر تھا - اُسکو خوف ہوا کہ اب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ امارت بصرہ
سے اُسکو معزول کرکے کسی دوسرے شخص کو وہان مقرر کرینگے - لہذا عبد اللہ نے ایک
شخص کو بھیجا تاکہ وہ سب لوگونکو جامع مسجد مین حاضر کرے - غرض جب سب لوگ جمع
ہوئے تو عبد اللہ نے کہا کہ سنو بھائیو امیر المومنین عثمان کو ظلم سے قتل کیا - اور
تمھارے ذمہ اُنکے حق بیعت کی حفاظت واجب ہے - اور حقوق احسان کی رعایت
احسان کنندے کی وفات کے بعد زیادہ تر نیک سمجھے جاتے ہین - لہذا مین نہین
چاہتا ہون کہ حق عثمان ضائع ہوجاوے - مین اُسوقت تک صبر نکرونگا تاوقتیکہ اُن کے
کشندونکو گرفتار نکرلون - اور بقصاص اُسکے اُنکو قتل نکرون - جنہنے حال علی ابوطالب

اور نیز اس جماعت کا جنہوں نے اُنکے ساتھ بیعت کی ہے سن ہی لیا ہے ۔ پس
تمکو لازم ہے کہ تیار رہو ۔ اور اسباب جنگ فراہم کرو ۔ اور مجھکو اس کام میں مدد دو ۔
بجواب اسکے ایک شخص کہ جو نامور اہل بصرہ میں سے تھا بولا ۔ کہ اے پسر عامر کچھ
ہمارا تو تمکو تیرے ہاتھ کسی نے بیچ نہیں ڈالا ۔ یا تو نے اس شہر کو تلوار کے زور
سے فتح نہیں کیا ۔ بلکہ تو یہان ایک نائب عثمان کا مقرر کیا ہوا تھا کہ آج اُنکو قتل
کر چکے ۔ اور قاتلان عثمان مدینہ میں بیٹھے ہیں ۔ اور فرزندان عثمان جنکو استحقاق
طلب قصاص حاصل ہے وہ بھی مدینے میں ہیں ۔ اور جماعت بزرگان واکابر صحابہ
وارکین دین وملت امیر المومنین علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے کہ جلالت قدر
ورفعت ومنزلت اُنکی ظاہر ہے بیعت کر چکے ۔ اور سب اُنکی امامت وخلافت پر
متفق ہو چکے ہیں ۔ پس اگر امیر المومنین علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بھی بدستور سابق
تمکو امیر بصرہ قائم رکھیں اور اس امر میں تیرے حق میں کوئی فرمان تحریر کریں ۔ تو
ہم سب بھی اُسکی تبعیت کرینگے ۔ بلکہ اُنکے حکم کی تعمیل کو بھی فرض واجب جانینگے اور
اگر تمکو معزول کر کے ہمارے لیے دوسرا امیر بھیجیں تب بھی اُنکو اختیار حاصل ہے
مگر اسوقت تمکو کیا منصب ہے کہ ہم سے فراہمی لشکر اور ہتھیار وغیرہ کی خواہش کرتا ہے
جب عبد اللہ بن عامر کو معلوم ہوا کہ ساکنان بصرہ مخالفت امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ پر اوس سے موافق نہونگے ۔ فوراً خاموش ہو رہا ۔ اور اوٹھکر جلد اپنے مکان پر
چلا آیا ۔ اور اپنی طرف سے ایک نائب بصرہ میں چھوڑ کر آدھی رات کو مدینہ کیطرف بھاگا
تاکہ وہان جا کر خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کرے کہ کیا
صورت ہے ۔ الغرض جب مدینہ میں پہنچا ۔ اول طلحہ اور زبیر سے ملاقات کی ان
دونون نے اوس سے کہا کہ تو کیون یہان آیا ۔ اور بصرہ کو کیون ہاتھ سے کھو دیا
اور اپنے مال وزر کو جو تیرے قبضے میں تھا کیون ضائع کیا ۔ شاید علی بو طالب نے

تو دوڑ گیا حالانکہ وہ تیر اکیا کر سکتا ہے۔ اتنا تو بصرہ مین توقف کیا ہوتا۔ کہ ہم لوگ
تیرے پاس پہونچ جاتے۔ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے بھی اوسکو مدینہ
مین چلے آنے پر بہت کچھ ملامت کی اور کہا کہ تجکو بصرہ مین ضرور ٹھہرنا لازم
تھا۔ اور مناسب نہ تھا کہ ایسا شہر ہاتھ سے چھوڑ دیا جاتے۔ القصہ امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ کا کام بگڑنے لگا۔ جابجا طرح طرح کے خلل ظاہر ہوئے۔ اور
اطراف وجوانب سے دشمنون اور حاسدون نے سر اوٹھایا۔ جسجگہہ عاملان
امیر المومنین جاتے تھے وہان اونکی عزت اور توقیر نہ ہوتی تھی۔ اور وہ بیحرمت
ہوکر واپس آتے تھے۔ البتہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ و اہل مصر اور بعض دیگر مقامات
جو اطرافِ حجاز مین واقع تھے۔ امیر المومنین کے فرمانبردار تھے۔ امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے جب یہہ حال دیکھا تو معلوم ہوا کہ آتشِ فتنہ و فساد ضرور مشتعل ہوگی
لہذا اپنے دوستون سے کہا کہ مجھے اِس کام کی ابتدا مین جو کچھہ اندیشہ تھا آخر کو
وہی ظاہر ہوا۔ کہ مفسدون اور اوباشون نے دست درازی شروع کی اور میری
اطاعت چھوڑکر عداوت اور مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ اور فتنہ کی مثال آگ کی مانند
ہے کہ جب شعلہ بلند ہوکر جسقدر زیادہ مشتعل ہوتا جاتا ہے اتنی ہی آگ کی قوت
بڑھتی جاتی ہے۔ اور مین اپنے وسعتِ امکان تک اِس آگ کے بجھانے
مین کوشش کرونگا اور بلطف و خوبی اِس معاملہ مین پیش آؤنگا۔ اگر مطلب حاصل
ہوا تو بہتر ہے کہ یہہ لوگ براستی میری اطاعت قبول کرلین ورنہ اِن مفسدون کے
ساتھہ مین ضبط کرونگا۔ ایک رات امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سرائے کمیٹی سے باہر
چلے آتے تھے کہ اُسی حالت مین زینب دخترِ ابوسفیان کی دروازہ پر پہونچکر سنا
کہ کوئی دف بجا بجا کر ایک شعر گا رہی ہے جسکا مضمون یہہ ہے۔ کہ طلحہ اور زبیر
قتل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ مین کوشش کرچکے ہین۔ اور اِس فساد کی

احوال امیر المومنین

تشبیہ فتنہ بآتش

آگ بھی جو ہی لوگ بھڑکا رہے ہین - اگرچہ آج انھون نے علی ابن ابیطالب
بیعت کی ہے لیکن اس بیعت کی کچھ بھی اصل نہین ہے - کیونکہ آخر کو یہہ
دونون اونسے مخالفت کرینگے ظاہر مین تو اونکے دوست بنے ہین لیکن
بطون انکا نزاع اور دشمنی سے خالی نہین ہے - یہہ سنکر امیر المومنین علی رضی
اللہ عنہ زینب کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے - اور جو تمام اشعار دف پر گاتی
جاتی تھے اول سے آخر تک سنکر بہت تعجب کیا - اور وہان سے واپس آئے -
تمام رات ان اشعار پر اندیشہ کرتے رہے جب صبح ہوئی - تو مسجد مین جاکر نماز
صبح پڑہی - اور ان شعرونکا قصہ اپنے دوستون سے بیان کیا - انھون نے
جواب دیا کہ امیر المومنین کو خاطر جمع رکھنا چاہیے - اس لیے کہ خداوند تعالے
نگہبانی اور رعایت اوس شخص کی فرماتا ہے کہ جو راست گفتاری پر ثابت قدم
رہتا ہے اور قواعد عہد و پیمان مین مخالفت کو راہ نہ دے اور اوس شخص سے اللہ
بیزار ہے جسکا عہد و پیمان مضبوط نہو اور جسکے قول و فعل پر عقلمند لوگ اعتماد
نہو دے - دوسرے دن طلحہ و زبیر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے
اور کہا کہ ہمارا ارادہ واسطے ادائے عمرہ کے مکہ جانیکا ہے - لہذا ہم
امیر المومنین سے اجازت لینے اور رخصت ہونے آتے ہین - امیر المومنین علی
رضی اللہ عنہ نے انسے کہا کہ تم بسبب ادائے عمرہ کے مکہ نہین جاتے ہو بلکہ
مین خوب جانتا ہون کہ جو کچھ تمہارے دلونمین خیالات ہین - اسکام کے شروع
ہی مین تمسے نہ کہتا تہا کہ مجھے خلافت کی طرف رغبت نہین ہے - اور مین تمسے
خود بیعت کرنیکو آمادہ تہا کہ تمنے آپ ہی قبول نہ کیا - اور قسمین کہاتی ہین کہ ہم آپکے ساتھ
موافقت کرینگے - مخالفت کے گرد ہرگز نجاوینگے - اور آپکے عہد و پیمان پر
ثابت قدم رہینگے - افسوس کہ یہہ سب قول و قرار بہول بہال کر دوسرا ہی اندیشہ

کرتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم مکہ کو جاتے ہین - یاد رکھو کہ اللہ تعالے کو تمہارے دل کا
حال خوب جانتا ہے اور تمہارے باطن کی کیفیت خوب سمجھتا ہے - خیر جہان چاہو
جاؤ - یہہ سنکر طلحہ و زبیر سر جھکائے بیٹھے رہے - اور کوئی جواب ندیا - اور امیر المومنین
کے پاس سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور عبد اللہ بن عامر بھی کہ ماموں زاد بھائی
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا تھا ہمراہی اونکے چلا - اور اُن سے کہنے لگا
کہ تمنے نہایت ہی خوب کیا کہ مدینہ سے باہر چلے آئے - واللہ کہ ہزار
شمشیر زن تمہاری مدد کے لئے مین فراہم کرونگا - القصہ جب یہہ سب مکہ مین پہونچے
تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی معہ ایک جماعت بنی امیہ کے وہان موجود تھین
جب سنا کہ طلحہ و زبیر و عبد اللہ بن عامر بھی پہونچگئے ہین - تو بہت ہی خوش ہوئین
اور ان سب کے وہان پہونچنے پر نہایت ہی مسرت ظاہر کی - اور قصد مخالفت امیر
المومنین علی رضی اللہ عنہ کا جو دل مین تھا مصمم کیا اور بنی امیہ بھی اس مخالفت کی سبب
جمع ہو گئے اور نہایت ہی خوشی اور بشاشت اونکو حاصل ہوئی - اور عائشہ رضی اللہ
عنہا کے پاس حاضر ہو کر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کی طلب کرنے مین انکو
ترغیب دینے لگے - عبد اللہ بن عمر اسوقت مکہ مین تھے طلحہ و زبیر نے اون سے
کہلا بھیجا کہ عائشہ خونِ عثمان کے طلب کرنے مین تمام تر خواہش رکھتی ہین - بلکہ ہماری
ہمراہ بصرہ مین آنے کا ارادہ ہے - لہذا تمکو بھی آنا چاہیے - کہ خلافت کے لیے سب
لوگون سے تم ہی زیادہ سزاوار ہو اور جسقدر ممکن ہوگا - تمہاری رعایت اور جانب
داری مین ہم لوگ کوشش کرینگے - اور ہر طرح سے خلافت کو تمہارا حق تصور کرینگے - لہذا
تمکو چاہیے کہ ہمارے ساتھ موافقت کرو - اور وہ کلمے کہ جو ابتدا بیعت عثمان و بیعت
علی مین ہمنے کہے تھے خیال مین نلاؤ - بلکہ اون امور مین جو آج ہم کہہ رہے ہین -
غور و تامل کرو اور یقین جانو کہ یہہ قصہ جو آج ہم لوگو کا ہے محض واسطے صلاح کار

امت محمد علیہ الصلوٰة کے ہے - اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ جنکی حرمت اور
بزرگی کا حال ظاہر ہے - اس کام میں ہمارے ساتھہ موافق ہیں - بلکہ وہ مسلمانونکی
صلاح کار اس میں جانتے ہیں - لہذا ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھہ عائشہ فرماوینگی
تم اوسپر اعتراض نکروگے اور نہ اونکی مصلحت سے تمکو عدول کرنا لازم ہے - عبد اللہ
بن عمر نے جواب دیا کہ اے حضرات آپ چاہتے ہیں کہ مجکو اسطرح فریب دیں
جیسے کہ خرگوش کو دھوکا دیکر اوسکے سوراخ سے باہر لاتے ہیں - اسیطرح آپ لوگ مجکو
میرے گہر سے نکال کر بعد اوسکے شیر کے موںہہ میں یعنی علی ابن ابیطالب کے سامنے
ڈالا چاہتے ہیں - تو خوب سمجھہ لیجیے کہ آپ لوگونکی یہہ باتیں میرے سامنے چل
نہ سکینگی اور آپ لوگ کسیطرح مجکو فریفتہ نکر سکینگے - اس لیے کہ آدمیونکو سونے چاندی
روپیے پیسے طرح طرحکے اشیاء دنیاوی سے فریب دیا جاتا ہے حالانکہ مینے ان چیزونسی
برخاستہ خاطر ہوکر گوشہ گیری اختیار کی ہے - اگر مجکو اس کام کی خواہش ہوتی تو بعد
وفات میرے باپ رضی اللہ عنہ کے جب میرے لیے خلافت تجویز ہوئی تھی اور
بغیر کسی رنج و مشقت و مخالفت کے خلافت مجکو ملتی تھی - تو میں ضرور قبول کر لیتا -
اسوقت مینے سب کامونکو ترک کرکے اپنی ہمت عبادت الٰہی پر قائم کر لی ہے لہذا
مجکو اس کام سے معاف رکھو - بلکہ کسی دوسرے شخص کو اسکے لیے تجویز کرو اسلیے
کہ میں اون لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تمہارے مکر پر فریفتہ ہوجاؤں - جب اون لوگون
نے یہہ بات عبد اللہ بن عمر کی سنی سمجھے کہ اونکے مکر پر وہ فریفتہ نہ ہوگا فوراً اوسکے
خیال سے باز آئے اور اوس سے دست بردار ہوئے - اتفاقاً اسیوقت یعلی ابن
منبہ جو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل ولایت یمن تھا - مع چارسو
اونٹ کے جنپر خزانہ لدا ہوا تھا یمن سے پہنچا زبیر نے اوس سے کہا کہ اپنے خزانہ
نقد میں سے کچھہ ہمکو بھی قرض دو - تاکہ جو کام ہمیں درپیش ہیں اونمیں صرف کریں

معاویہ کو بلایا تو وہ نہ آیا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ عثمان کے خط بھیجنے پر معاویہ کا اونکے پاس آنے مین کیا مطلب ہے غرض یہہ ہے کہ اگر معاویہ مدد عثمان کے لئے چلا آتا تو عثمان پر واقعۂ قتل نگذرتا۔ اسی مضمون کی بتین کہکر کسی ناآشنا شخص کے ہاتھہ مکہ مین بھیجدین چنانچہ وہ شخص اوس کاغذ کو لایا اور ایک دیوار نوشت گاہ طلحہ و زبیر وغیرہ کے سامنے واقعہ تھی جسکے سے لگا دیا جب طلحہ و زبیر نے وہ کاغذ دیکھا تو اوسکو لاکر پڑھا اور سمجھ گئے کہ یہہ حیلہ معاویہ کا ہے۔ اور یہہ مضمون اُسی کی طبعزاد ہین لہذا قصد روانگی شام موقوف رکھا پس عائیشہ رضی اللہ عنہا پاس اُم سلمہ زوجہ منکوحہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مکہ مین مقیم تھین آئین اور کہا کہ اے اُم سلمہ جو کچھہ مصطفے علیہ السلام کے نزدیک تمہاری آبرو تھی معلوم ہے۔ اور تم ازواج مصطفے علیہ السلام مین بزرگ تر ہو باین اعتبار کہ اول جس عورت نے ہمراہ رسولخدا کے ہجرت کی ہے وہ تمھین ہین اور جو تحفہ و تحائف مصطفے علیہ السلام کے واسطے لاتے تھے وہ باشارت رسولخدا تمہارے گھر مین آتے تھے۔ بلکہ اونھین سے ہم لوگونکے حصے بھی تمہارے ہی گھر سے تقسیم ہوتے تھے۔ اب تمکو خوب روشن ہے کہ مخالفون نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین جو کچھہ سختی اور ظلم کیا ہے۔ اور مین جماعت مخالفین کے اس ظلم پر باین سبب ناراض ہون کہ جب عثمان سے اونھون نے توبہ کرانا چاہا۔ تو اوس نے توبہ کی۔ اور جن امور کو وہ لوگ اپنے خلاف سمجھتے تھے اُن سے اُسنے بھی انکار کیا۔ اور قسم ہے اوس خدا کی جسکی طرف ان لوگونکی بازگشت ہے۔ کہ اس جماعت نے تب بھی عثمان کی بات کو باور نکیا اور اوسکو قتل کر ڈالا۔ اور عبد اللہ ابن عامر یون کہتا ہے کہ بصرہ مین قریب ۱۰۰۰ ہزار مرد شمشیر زنکی عثمان کا بدلا لینے کے واسطے جمع ہوتے ہین۔ مجکو یہہ اندیشہ ہے کہ کہین اونین

نوبت کشت و خون کی نہ آجاوے لہذا میرا ارادہ ہے کہ اونکی اصلاح کے لیے ادہر جاؤں
پس تمکو بھی میرے ساتھہ موافقت کرنا چاہیے اور میرے ہمراہ اوس طرف چلنا لازم
ہے تاکہ بمدد ایزدی اس کام کی اصلاح ہمارے ہاتھہ سے ہو جاوے اُمِّ سلمہ
نے کہا کہ اے دختر ابو بکر مجھکو اس بات مین تعجب ہے کہ تم اب خونِ عثمان طلب
کرتی ہو کیا تم خود لوگونکو قتلِ عثمان پر ترغیب نہین دیتی تھین اور تم عثمان کو بڈہا
ساحر جگرخوار نہین کہتی تہین بھلا تمکو طلب خونِ عثمان سے کیا واسطہ ہے اسلیے
کہ عثمان خاندان بنی مناف مین سے ہے اور تم خاندان بنی تیم بن مرّہ مین سے ہو
تم دونون مین کسی قسم کی قرابت نہین ہے۔ اور حیاتِ عثمان مین درمیان تمہارے
اور عثمان کے مینے کوئی شکل موافقت بھی نہین دیکھی۔ پھر یہہ کیسی زبردستی ہے
جسپر تمنے قدم رکھا ہے اور علی ابن ابیطالب کے ساتھہ کہ چچازاد بھائی رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہین قصدِ جنگ کر رہی ہو۔ اور اونکی خلافت تمکو
پسند نہین ہے۔ حالانکہ سب مہاجر و انصار اون سے بیعت کر چکے اور اونکی
خلافت اور امامت پر متفق ہو چکے ہین۔ اور باوجودیکہ جو فضیلت اور بزرگی علی
ابن ابیطالب کو حاصل ہے۔ وہ تمہین بہت ہی اچھی طرح معلوم ہے۔ عبد اللہ
ابن زبیر جو مکانِ اُمِّ سلمہ کے دروازہ پر اُمِّ سلمہ کی یہہ گفتگو کھڑا سُن رہا تھا چلا کر بولا
کہ اے اُمِّ سلمہ تو یہہ باتین کب تک کریگی کیونکہ ہملوگ اپنے حق مین تیری
دشمنی کے حالات خوب جانتے ہین۔ تو نے ہملوگونکو کبھی اپنا دوست ہی
نہین سمجھا اور نہ آیندہ کبھی سمجھیگی۔ اُمِّ سلمہ نے جواب دیا کہ اے پسر زبیر
کیا تو یہہ چاہتا ہے کہ مہاجر و انصار و سرفار صحابہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم
علی ابوطالب کو جو مسلمانونکا والی ہے چھوڑ کر تیرے باپ سے بیعت کرین حالانکہ
تجکو اور تیرے باپکو خوب معلوم ہے کہ تملوگ ناحق اپنے کو اس فتنے مین ڈالتے ہو

خوب یقین رکھو کہ اس شور و غوغا سے تمہارا کوئی مطلب نہ نکلیگا۔ عبد اللہ زبیر نے
کہا کہ ہمنے مصطفے علیہ السلام سے یہہ کلمہ ہرگز نہین سُنا کہ علی بوطالب مسلمانونکا
والی ہے۔ اُمّ سلمہ نے کہا کہ تو نے نہین سنا تو کیا ہوا تیری خالہ صاحبہ نے
تو سُنا ہے جو یہان موجود ہین۔ اور مین اُنھین کے منہہ پر یہہ باتین کہہ رہی
ہون۔ اُن سے تو پوچھہ تا کہ وہ تجکو بتلا دیوین کہ رسول خدا صلی اللہ و سلم
نے علی کے حق مین فرمایا ہے کہ علی میرا خلیفہ ہے میری حالت زندگی مین اور میرے
مرنے کے بعد بھی۔ یہہ کہکر اُمّ سلمہ نے کہا کہ اے عائشہ کیا تمنے یہہ باتین مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہین اور تم اونکی صداقت پر گواہی دوگی یا نہین عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سچ ہے اور اسیطرح ہے اور مینے رسول خدا سے علی
بوطالب کے حق مین یہہ کلمے سُنے ہین۔ اور مین اونکی صداقت پر گواہی دیتی
ہون اُمّ سلمہ نے کہا کہ اے عائشہ جبکہ تمکو یہہ باتین معلوم ہین تو پھر
علی کی مخالفت کا ارادہ کیون کیا ہے۔ اور ان فتنہ بردار آدمیون کے فریب
کیون فریفتہ ہوتی ہو۔ خدا سے ڈرو اور جن امور سے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تمکو خبر دی ہے۔ اور خوف دلایا ہے اونمین پھر غور و اندیشہ
کرو اور خائف رہو۔ اور نصیحت جو حضرت مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے
کی تھی وہ نصیحت یہہ ہے کہ اے عائشہ تو میری اُن بیبیون مین ہرگز نہونا کہ آب
حواب کے کُتّے جسکے اوپر بھونکین اور تجکو طلحہ اور زبیر کی باتین کہ وہ کسی
پہلو پر تیرے جلد بہکانے سے باز نہ آوینگے فریب نہ دین کیونکہ تجکو طلحہ و زبیر
کی باتونکے قبول کر لینے مین کوئی نفع نہوگا۔ اے عائشہ یہہ کلمات مبارک
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراموش نکرو اور اوس وقت کو جبکہ اُن حضرت
نے تمکو یہہ وصیت فرمائی تھی یاد کرکے اندیشہ کرو عائشہ رضی اللہ عنہا نے

جب ام سلمہ سے یہہ باتین سنین تو انکو بُرا معلوم ہوا۔ اور رنجیدہ ہوکر ام سلمہ
کے پاس سے باہر چلی آئین اور طلحہ اور زبیر مجمع بنی امیہ کے ہمراہ مع لشکر
مکہ کی طرف سے بصرہ کو روانہ ہوئین۔ جب یہہ لوگ مکہ سے بصرہ کو متوجہ ہوتے
تو ام سلمہ نے امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا خط لکھا
خط ام سلمہ بنام امیر المومنین
کہ بعد حمد و نعت کے امیر المومنین علی کو معلوم ہو کہ طلحہ و زبیر مکہ مین فوج جمع کررہے
ہین۔ اور طلبِ خونِ عثمان مین رائین لگا رہے ہین اور بموافقت و مصاحبت
عبداللہ بن عامر بصرہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالے ان کا کام آپ کے
ہاتھہ سے تمام کرادے۔ اور انکو بلاء بد مین مبتلا کرے اگر یہہ بات نہ مانع ہوتی
کہ خدا تعالے نے عورتونکو گھر سے بارادہ جنگ باہر نکلنے کی ممانعت فرمائی
ہے اور جنیر رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت کچھہ مبالغہ فرمایا ہے۔ تو مین
ام سلمہ بھی بارادہ جنگ باہر نکلکر آپ کے لشکر کے ہمراہ اوسیطرف کو جہان وہ
لوگ گئے ہین ضرور ہی چلتی لیکن میرے نہ چلنے کا عذر ظاہر ہے کہ حکم باری
تعالے و ارشادِ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہین کرسکتی عمر ابن
ابی سلمہ کو جو میرا فرزند ہے کہ جسکو مصطفے علیہ السلام بھی دوست رکھتے تھے اب
حضور کے پاس اسلیے روانہ کرتی ہون کہ آپ کی خدمت مین حاضر رہے۔
اور جس مہم پر آپ اشارہ فرماوین قیام کرے۔ یہہ عمر ابن ابی سلمہ بہت بڑا
پرہیزگار اور عالم اور عاقل شخص تھا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو عمر ابن ابی
سلمہ کی صحبت پسند آئی اور ام سلمہ کا خط پڑھکر انکی بڑی تعریفین فرمائین اور جماعت
صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ام سلمہ کے مضمون خط پر بڑی تعریفین کین اور انکی
نیکبختی و پارسائی و صلاحیت و سلامت روی اور عقلمندی اور دیانت داری کی
توصیفات کرنے لگے حارث کی بیٹی ام الفضل نے امیر المومنین علی رضی اللہ

عنہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ بعد حمد و نعت امیر المومنین علی کو واضح ہو کہ طلحہ و زبیر
و عائشہ نے آپکی مخالفت کا ارادہ مصمم کر لیا ہے اور لوگونکو آپ کے ساتھہ جنگ و
جدال پر رغبت دی ہے۔ اور مشہور کر رکھا ہے کہ خون عثمان طلب کرتے ہین۔
اور جو لوگ جمع کئے ہین اُنکے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سوائے اوس
شخص کے جسکا دل شک اور منافقت سے خالی نہو کوئی اور اونکا موافق نہین ہے
لہذا وہ وقت بہت جلد آئیگا کہ نصرت و فتح آپ ہی کو اپنا منھہ دکھلائیگی والسلام
یہہ خط ایک مرد کو جسکا نام ظفر تھا اور قوم جہنی مین سے عاقل اور خوش
بیان تھا معہ ۱۰۰ دینار زر نقد کے دیکر فرمایا کہ ابھی تو اسقدر تیری رعایت ہمنے
کی ہے مگر اس کام کے انجام دیئے بعد مین تجھپر اور بھی احسانات کرونگی تو ایسی
کچھہ کوشش کر کہ نہایت ہی جلد خدمت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین پہونچ جا
اور یہہ خط اونکو پہونچا دے۔ جہنی مذکور فوراً روانہ ہوا اور سفر طے ہونے مین
نہایت تعجیل و سرعت کرتا تھا حتی کہ مدینہ مین آکر مجمع یاران امیر المومنین علی رضی
اللہ عنہ مین پہونچا۔ جب ان لوگون نے اُس کو دیکھا تو پوچھا کہ تو کہان سے آیا
ہے اور کیا لایا ہے۔ جہنی نے اپنے حالات اور واقعات بیان کئے اور جو
نوشتہ کہ لایا تھا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین پہونچایا۔ جب امیر المومنین
نے وہ خط پڑھا تو محمد بن ابی بکر کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے کچھہ سنا ہے۔ تیری
بہن عائشہ نے کیا ارادہ کیا ہے اور کس خیال کو اپنے دلمین جگہہ دی ہے پہلی
تو اوس گھر سے جسمین رہنے کے لئے خدا تعالے اُسکو حکم دیچکا ہے باہر نکلی۔
دوسرے طلحہ اور زبیر کو میرے ساتھہ مخالفت کرنے کی ترغیب دلائی اور بہت سے
آدمی جمع کر کے میرے ساتھہ لڑائی اور نزاع کرنے کے ارادہ پر بصرہ کیطرف
روانہ ہوئی ہے۔ محمد بن ابی بکر نے جب یہہ سنا تو کہا کہ اے امیر المومنین سب

آسان ہے اسلیے کہ خداے عزوجل آپکا مددگار ہے ۔ وہ آپکو عاجز نکریگا بلکہ ضرور فتح دیگا۔ سب مسلمان آپ ہی کی خدمت اور موافقت مین ہین ۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس معاملہ کا انجام آپ ہی کے حسب دلخواہ ہوگا۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ سب لوگ مسجد مین بلواے جاوین جب سب کے سب حاضر ہوے تو فرمایا کہ اے حاضرین خدا تعالےٰ نے ہملوگونکے لیے ایک سچا پیغمبر بھیجا ہے ۔ اور ایک ایسی کتاب عطا فرمائی ہے کہ جو حق کو باطل سے جدا کرے ۔ اور موافق کتاب رب العالمین اور خبرہاے سید المرسلین کے رفتار نکرنا بلکہ بدعت و شبہ مین مبتلا ہوجانا موجب ہلاکت کا ہے ۔ اور خداء عزوجل کے اوامر نواہی کی حفاظت کرنا اور حکم رسول کی تعمیل کا لحاظ رکھنا باعثِ نجات ہے ۔ لہذا واجب ہے کہ اسی امر کو طاعات سے حاصل کرو کہ ہمارے حق مین تمام دنیا و دین کی بھلائی تعمیل حکم و تابعداری حاکم سے حاصل ہوگی تمکو معلوم ہو کہ طلحہ و زبیر میری خلافت وامامت سے خوش نہوے ۔ اور حسد اور شکوک نے انکو میرے ساتھہ نزاع و دشمنی پر آمادہ کیا ہے ۔ اور اونھون نے ایک جمعیت قائم کی ہے ۔ اور مکہ سے طرف بصرہ کے گئے ہین ۔ لہذا میرا یہہ ارادہ ہے کہ مین اودھر جاکر اونکے معاملات کی درستی مین کوشش کرون اگر یہہ میری اطاعت نکرین اور جنگ و جدل سے پیش آئین تو مین بھی اون سے لڑائی کرونگا۔ تاوقتیکہ اللہ تعالےٰ ہمارے اور اونکے بیچ مین فیصلہ نکر دیوے کہ وہ نیک حاکمون مین سے ہے تمکو لازم ہے کہ آمادہ ہوجاؤ اور لوازم جنگ مہیا کرو۔ جب حاضرین مجمع نے امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے یہہ تقریرین سنین تو آپ کے حکم کو بخوشی خاطر قبول کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اپنی جماعت کے ساتھہ مکہ سے روانہ ہوئین تو سب سے آگے آگے چلتی تھین ۔ ایک صبح جب بمقام آب حواب پہونچین تو وہان کے کتون نے بھونکنا شروع کیا۔ عائشہ نے

سُنکر پوچھا کہ یہہ کون آب ہے اور اسکا نام کیا ہے - لوگون نے بیان کیا
کہ اس کو آب جوآب کہتے ہین عائشہ نے فرمایا کہ واپس چلو واپس چلو اور
یہہ کلمہ دو بار مبالغہ کے لیے کہا اور پھر اونہون نے پوچھا کہ واپس چلنے کا کیا
سبب ہے جوآپ فرماتی ہین کہا اِس سبب سے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وسلم سے مینے سُنا ہے - کہ فرماتے تھے کہ ایک عورت میری ازواج مین سے
ایسے آب پر پہونچیگی کہ جس کا نام آب جواب ہے اور اوس مقام کے کتے اسکی
اوپر شور کرینگے اے حمیرا یعنی اے عائشہ تو اون عورتون سے ہرگز نہونا -
پس اب مین کسیطرح تمہارے ساتھہ موافقت نکرونگی اور اسی جگہہ سے واپس
جاؤنگی - اِن لوگون نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دی اور وہین خیمے کیے جب
آفتاب نکلا - تب عبداللہ ابن زبیر پہونچا - لوگون نے عائشہ کا عزم بیان کیا - عبداللہ
زبیر براہ حیلہ اُسی موضع کے ۵۰ آدمیونکو لے آیا - اور سبھون نے گواہی دیدی
کہ یہہ آب جوآب نہین ہے - بلکہ یہہ سب لوگ مقام آب جواب سے راتکی وقت
گذر چکے ہین - غرض پابندی شریعت پر پردہ ڈالکر پہلے جھوٹی گواہی جو فرقہ اسلام مین
دیگئی وہ یہی تھی جب ۵۰ مرد مسلمان اِس امر پر گواہی دیچکے - تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو
اعتبار ہوا اور اِن لوگونکے ساتھہ روانہ ہوئین - جب یہہ سب لوگ بصرہ کے
نزدیک پہونچے تو عثمان ابن حنیف امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے
حاکم بصرہ تھا وہ بجمعیت شیعان امیرالمومنین کے جو بصرہ مین موجود تھے
بارادۂ جنگ اون لوگونکے باہر آیا مگر اپنے دلمین یہہ خیال کر کے کہ شاید
امیرالمومنین حکم جنگ ندیوین توقف کیا - اتنے مین کچھہ لوگون نے درمیانمین
پڑکر دونون جانب نصیحت کی اور اِس شرط سے صلح کرادی کہ دارالامارۂ عثمان بن
حنیف کے قبضہ مین رہے اور مال بھی بدستور وہ اپنا تصرف رکھے تاوقتیکہ

امیر المومنین وہان پہونچکر یہہ امر طے نفر یادیوین کہ اب کیا ہونا چاہئے غرض
دونون جانب اس اقرار پر رضامندی ہوگئی بلکہ یہہ امور لکھہ پڑہکر اپنا اپنا اقرار
ایک نے دوسرے کو دیدیا طلحہ و زبیر و عائشہ مقام خریبہ مین اوترکر جسکا کام
قصد کر رہے تھے اوسمین فکر کرنے لگے اور کسی کو بھیجکر احنف بن قیس کو بلایا
جب وہ حاضر ہوا تو اوس سے کہا کہ ہم خون امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی
طلب کرنے کا ارادہ کر رہے ہین۔ اسلئے کہ ہم کو معلوم ہے کہ اوسکو بظلم
قتل کیا ہے۔ لہذا ہم چاہتے ہین کہ تم ہمارے ساتھہ رہکر ہماری مدد اور معاونت
کرو احنف نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے ام المومنین اگرچہ آپکی زبانپر
سوائے صدق و ثواب کے کوئی اور کلمہ جاری نہین ہوسکتا لیکن مین آپکو
اوس خدا کی قسم دیتا ہون جو امور غیب کا جاننے والا اور معاملات مخفی سے
آگاہ ہے کہ جو بات مین آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہون وہ بات جس طرح
کہ آپ کہہ چکے اور فرما چکے ہو اوسیطرح بیان فرماؤ عائشہ نے کہا وہ کیا
بات ہے احنف نے کہا کہ جسدن امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیون
نے گھر مین گھسکر باوجود تلاش کے نپایا اور پھر اوسے گھیرے رہے۔ اور انکی
قتل پر ارادہ مصمم کر چکے تھے۔ تو مینے آپ سے پوچھا تھا کہ اگر یہہ لوگ عثمان کو
قتل کر ڈالین تو پھر ہم کس شخص کے ساتھہ بیعت کرین تو آپ نے یہہ فرمایا
تھا کہ علی ابن ابیطالب سے بیعت کرنا یہہ میری تم کو صحیح ہے یا نہین عائشہ نے
کہا کہ صحیح ہے۔ اے احنف مینے تجھسے بلاشک یون ہی کہا تہا۔ مگر آج وہ معاملات
پیدا ہوئے ہین جنسے ہمکو بہ نسبت تیرے زیادہ آگاہی ہے احنف نے جواب دیا کہ مین
یہہ کچھہ نہین سمجھتا۔ مگر مین علی ابن ابیطالب سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی
اور اونکے چچا کے فرزند اور اونکے داماد ہین ہرگز لڑائی نکرونگا۔ علی الخصوص ایسے

تہیہ جنگ

تہیہ

جنگ

وقت پر جبکہ سب مہاجر و انصار و صحابہ کبار و جملہ سرداران گروہ نے اُن سے
بیعت کرلی ہے۔ اور اونکی خلافت اور امامت پر اتفاق کر چکے ہین احنف یہہ
کہکر اونکے پاس سے فوراً اوٹھکھڑا ہوا اور باہر چلا آیا۔ اور اپنی قوم بنی تمیم کو بلوایا
تو ہم ہزار آدمی اوسکے پاس جمع ہوگئے۔ احنف نے اوس لشکر کے ساتھہ
کوچ کیا اور ان لوگون سے دو کوس کے فاصلے پر اپنی لشکرگاہ مقرر کی اِسکے
بعد طلحہ و زبیر نے کہ عثمان ابن حنیف عامل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے
صلح کرلی تھی اور یہہ اقرار کر چکے تھے کہ اوسکے ساتھہ کوئی حرکت نکرینگے باہم یہہ
مشورہ کیا کہ اب عثمان کو گرفتار کرکے مع شیعان امیر المومنین علی کے جو ہمراہ
عثمان کے ہین قتل کرین غرض یہہ قصد مصمم کرکے رات کے وقت عثمان ابن
حنیف اور اوسکے ہمراہیونکو گرفتار کرلیا اور سب شیعان امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ وعنہم اجمعین کو قتل کرڈالا۔ اور چاہا کہ عثمان کو بھی قتل کرین چنانچہ ایک شخص
اونمین سے کہنے لگا کہ عثمان ابن حنیف ایک مرد انصار مین سے ہے۔ اور اوسکے
عزیز و اقارب بہت کثرت سے ہین اگر تم اوسکو بھی قتل کروگے تو اوسکے عزیز
و اقربا ہرگز خاموش نہ بیٹھینگے۔ بلکہ تمہارے ساتھہ جنگ و جدال ضرور کرینگے۔ اور
اوس جنگ سے بہت بڑے بڑے خلل پیدا ہونگے۔ یہہ سُنکر تو اوسکا قتل
کرنا تو موقوف رکھا۔ مگر اوسکے منھہ پر سے ڈاڑھی اور موچھون اور پلکون تک کے
بال اوکھڑوا ڈالے۔ اور اوسکے سر کے بال منڈوا کر بڑی ذلت و خواری کیساتھہ
اُسکو رہا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ ابن زبیر اور محمد ابن طلحہ کو پیشنمازی کا
حکم دیا۔ اسطرح پر کہ ایکدن محمد اور ایکروز عبداللہ امامت کرتا تھا۔ اور امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے بھی فوج آراستہ کی اور اپنے لشکر کے ساتھہ کوچ کرکے مدینہ سے باہر
زبدہ مین خیمہ زن ہوئے سنتے کہ طلحہ و زبیر کے بصرہ مین داخل ہونے کا حال

لشکرکشی امیرالمومنین

ایجاد ہوئی ہیکو کہ امیر المومنین کو اسبات کا خیال ہے کہ جس جماعت نے اُن سے
مخالفت کر کے آتش فتنہ و فساد مشتعل کی ہے اُنسے لڑائی کرین زید بن صوحان
العبدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اہل کوفہ مناسب یہہ ہے کہ حکم امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ کی تعمیل کرو۔ اور اُنہین کے صلاح پر چلو۔ تاکہ راہ راست نصیب
آوے بعد اوسکے عمار یاسر اُٹھ کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اے حاضرین یہہ تو ضرور
ہے کہ اس کام کا کوئی انجام دینے والا ہونے اور بغیر کسی ایسے حاکم قوی حال
کے جو ظالمونکے ظلم کو دور کرے۔ اور مظلومونکی دستگیری کرے۔ یہہ کام
چھوڑ نہ دیا جائیگا۔ اور مین جانتا ہوں کہ کوئی شخص اس کام کے لیے علی
ابو طالب سے جو چچازاد بھائی اور وصی مصطفے علیہ السلام کے ہین بہتر نہین ہے
اونہون نے مجکو اور اپنے فرزند حسن کو تمہارے بلانے کے واسطے بھیجا ہے
سبب یہہ ہے کہ ایک گروہ نے اُن سے مخالفت کر کے اپنا ایک مجمع قائم
کیا ہے اسوقت علی ابو طالب کہ چچازاد بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین
اور نیز عائشہ کہ حرم اوس جناب کی ہین اور طلحہ و زبیر بھی بصرہ مین جمع ہوئے ہین
تم سب کو وہان آنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ حق کسکے جانب ہے پس جسکی
جانب حق دیکھو اوسکی تابعداری کرو۔ بعد ازان امیر المومنین حسن ابن علی
رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے قوم یہہ نوبت ہی جلد ہو جائیگا کہ سب
لوگ ایک شخص پر اتفاق کر کے بیعت کرینگے۔ لہذا ہم تمکو بلاتے ہین تمکو قبول
کرنا چاہیے اور اس حادثہ مین جو پیدا ہوا ہے۔ ہماری مدد کرنا لازم ہے۔
خدا کی قسم ہے کہ جو اس حادثہ مین ہماری تابعداری کریگا خوش نصیب ہوگا اور
دونون جہان کی سعادت پائیگا۔ ہاشم بن مجمع العامری کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ
اے حاضرین امیر المومنین نے ہمکو بلایا ہے۔ اور اپنے فرزند کو ہمارے

بلانے کے لیے بھیجا ہے ہم سب کو اسکی بات سننا چاہیے اور اوسکی خدمت مین
دوڑنا لازم ہے - تاکہ جو کچھہ مناسب اور مصلحت ہو عرض کرین - القصہ کوفے کے
آدمیون نے حسن ابن علی اور عمار یاسر کی بات قبول کی - اور ۹ ہزار آدمی جمع ہوگئے
بعض براہ دریا اور بعض براہ خشکی خدمت امیر المومنین مین چلے - جب اونکے نزدیک
پہونچے تو امیر المومنین علی نے اونکے پیشوائی کے لیے تشریف لاکر مرحبا کہا -
اور اونکے سردار اور رئیسونکو اپنے نزدیک بلاکر بٹھلایا - اور فرمایا کہ اے اہل
کوفہ مین تمھاری شجاعت و مردانگی خوب پہچانتا ہون - اور تمہاری نیک سیرتی اور
خصلت اور برکت سے بخوبی واقف ہون - تمہارے ارادون اور عاقبت اندیشی
کی جہانتک شرح کیجائے وہ اوس سے بھی کہین زیادہ ہین - جو لڑائیان بادشاہان
عجم سے تمنے کین اور جو صف آرائیان بمقابلہ اونکے کرکے اونکو شکست دی اور اونکو
متفرق کیا اور جسطرح اونکے مال اور ہتیار اور اسباب اور قیمتی چیزون کو اپنی قبضہ مین
لائے - اور بتقاضاے عقلمندی اپنے شہرون کی بھی حفاظت رکھی ہے دنیا بھر مین
مشہور ہین تمہاری یہہ عادت حمیدہ تمام مین معروف ہے - کہ جو کوئی تمسے مدد کا
خواہان ہو تم اوسکی مدد کرتے ہو - پس مجکو اسوقت ایک مہم پیش آئی ہے -
کہ بھائیون اور دوستونکی ایک جماعت جن سے مجھے مخالفت و نزاع کا گمان بھی نتھا -
میری دشمنی پر آمادہ ہوئے ہین - اور میری موافقت چھوڑکے اور بصرہ مین ایک
جمعیت کرکے میرے ساتھہ لڑنے کا ارادہ رکھتے ہین - پس تمکو موافقت میرے
بصرہ مین آنا چاہیے - کہ مین اونکے خیالات دریافت کرون - پہلے تو اونکو مین نصیحت
و ملامت کرونگا تاکہ اپنی راہ راست پھر اونکو ملجاوے - اور اگر لڑائی پر آمادہ ہوے
تو مین بھی کوشش کرونگا - اور دیکھونگا کہ خداے تعالے کو کیا منظور ہے - جب
یہہ کلمات امیر المومنین نے زبان مبارک سے ارشاد فرمائے - تو سب امرا

اور سرداران لشکرِ کوفہ نے بخوشی و رضامندی قبول کیا۔ اور خدمتگذاری و تابعداری پر
آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے موضع ذی قار میں اپنے
لشکر کا شمار کیا۔ تو جو قومیں کہ مدینہ اور مصر اور اطرافِ حجاز سے آئی تھیں اونمیں
۶ ہزار مرد تھے۔ اور لشکر کوفہ میں ۹ ہزار کی جمعیت تھی۔ غرض ہر طرف سے آدمی پہونچتے
اور لشکر میں شامل ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ ۱۹ ہزار سوار اور پیادہ موضع ذیقار
میں شمار ہوئے۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اس لشکر کو لیے ہوئے بصرہ کیطرف
روانہ ہوئے اور ابتک ہر جانب سے آدمی چلے آتے اور لشکرِ امیر المومنین
میں ملتے جاتے تھے۔ جب طلحہ و زبیر نے سنا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
لشکرِ جرار لیے ہوئے چلے آتے ہیں۔ اور بصرہ سے نزدیک پہونچ گئے ہیں تو
اونھوں نے بھی سامانِ جنگ درست کیا۔ اور اپنا لشکر باہر لے آئے لشکر کا
داہنا بایاں درمیان اور ہراول مرتب کیا۔ طلحہ نے سوارانِ لشکر کی ترتیب
و انتظام اپنے تعلق کیا۔ اور عبد اللہ ابن زبیر نے پیادوں کا اہتمام اپنے
ذمہ لیا۔ سواروں کی داہنی جانب مروان بن الحکم کو مقرر کیا۔ پیادوں کے داہنے جانب
عبد الرحمن بن عتاب بن اسید کو متعین کیا۔ سواروں کی بائیں جانب کا ہلال ابن
وکیع منتظم ہوا۔ پیادوں کی بائیں جانب کا عبد الرحمن بن حارث بن ہاشم مہتمم ہوا۔
لشکر سواران کے درمیان عبد اللہ بن عامر بن کریز کھڑا ہوا۔ لشکرِ پیادگان کی درمیان
حاتم بن بکیر الباہلی استادہ ہوا۔ ہراولی سواران عمر ابن طلحہ نے لی۔ ہراولی لشکرِ
پیادگان مجاشع بن مسعود السلمی نے قبول کی۔ غرض لشکر کو اسطرح آراستہ کر کے میدانِ
جنگ میں آئے۔ اور صف آرائیاں کرنے لگے۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ نے طلحہ و زبیر کے آراستہ ہو کر باہر آنے کی خبر سنی۔ تو اپنے سرداران لشکر
و افسرانِ سپاہ و امراء حجاز و رؤسا کوفہ و مصر کو یوں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ تو

لشکر آراستہ کر کے [illegible] پہونچے ہین اور لڑائی پر آمادہ ہین اب تمہاری کیا صلاح ہے
کہ ہم بھی اونسے لڑین [illegible] ہون چنانچہ سبھون نے [illegible] رفاقت بن
شداد الجبلی نے [illegible] کہا کہ اے امیر المومنین ہم سب اسبات کو جان چکے ہین
کہ ہمارے مخالفین باطل پر ہین اور آپ حق پر ہین اور حق آپ کی جانب ہے راہ
راست کے آپ مالک ہین ۔ رحم دلی و دین پروری آپ کی عادت ہے پس
اگر یہ لوگ آپ کے ساتھ نرمی سے پیش آوین تب آپ بھی اون سے نرمی و تلطف
فرماوین ۔ اور اگر انہون نے لشکر آراستہ کیا ہے تو آپ بھی ارشاد فرماوین
کہ ہم لوگ بھی انتظام کر کے اپنا لشکر آراستہ کرین اور بمدد باریتعالی ان کو دفع کرین
اور تا وسعت امکان ہم سب کوشش کرین اسلیے کہ تمام جد وجہد جو کچھ کہ ہم لوگ
کرینگے برحق ہوگا ۔ امیر المومنین کو اس معاملہ مین خوشدل رہنا چاہیے جب سب
لشکر نزدیک پہونچ گئے تو اصحاب زبیر مین سے ایک مرد نے جسکی کنیت ابو اللحو
تھی زبیر سے کہا کہ کوئی امر اس تدبیر سے بہتر نہین ہے کہ ہم لوگ اس قوم پر
شبخون مارین ۔ اسلیے کہ شبخون مردانگی اور شجاعت کی علامت سے ہے ۔ اور
ایسی حالتین کام بھی جلد اتمام کو پہونچیگا ۔ زبیر نے جواب دیا کہ بھائی ہمکو
لڑائی مین بہت تجربہ ہو چکا ہے اور ایسی باتین معلوم ہوتی ہین جو دوسرونکے
دلمین کدبھی نہین سکتین اس جنگل مین دونون لشکر جو فراہم ہوے ہین مسلمان ہی
ہین ۔ اور مسلمانون مین رسم شب خون کی نہین جاری ہوئی ہے ۔ اور مصطفے
علیہ السلام سے معاملہ شبخون مین کوئی کلمہ ہم نے نہین سنا اور ہرگز نہین دیکھا کہ
کسی جماعت پر شب خون مارنے کا حکم فرمایا ہو علاوہ اسکے علی بو طالب وہ شخص
نہین ہے جسکو غافل سمجھا جاے ۔ اور امید صلح کی بھی ہے ۔ شاید ہملوگون مین کوئی
امر قرار پایا جاوے اور صلح و مصالحت ظاہر ہو جانے سے مسلمانون کا خون نہونے پاوے

اسی اثنا مین احنف بن قیس اپنے وطن سے ... امیر المومنین علی
رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا ... ابو الحسن اہل بصرہ مین یہہ افواہ مشہور
ہو رہا ہے کہ اگر علی ابوطالب ہم پر فتح پائینگے ... سب مردونکو قتل کر کے ہماری
عورتون اور لڑکونکو لونڈی اور غلام بنائینگے ... امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے
جواب دیا کہ مجھسے یہہ کام ہرگز نہوگا۔ کیونکہ اہل بصرہ مسلمان ہین۔ حالانکہ لڑکے
بالے کافرونکے لونڈی غلام بنائے جاتے ہین پھر امیر المومنین نے فرمایا کہ ای
احنف یہہ تو بتلا کہ تیرا اس معاملہ مین کیا خیال ہے۔ آیا تجھسے موافق ہے یا نہین۔
احنف نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین سبحان اللہ بھلا یہہ کونسی بات ہے کہ ابتک
آپ کو میری دوستی اور خدمتگاری پر شبہہ ہے لہذا التماس یہہ ہے کہ ان دو کامون مین سے
ایک کام کو جو مین آپ کی خدمت مین انجام کرون اختیار فرمائیے۔ ایک یہہ کہ اگر آپکی
خوشی ہو تو بجمعیت ۳۰۰ نفر مردان چیدہ و کار آزمودہ کے آپکی خدمتمین دبمراہی مین
رہون۔ دوسرے یہہ کہ اگر مرضی مبارک ہوتی آوے تو ۳ ہزار مرد شمشیر زن کو آپکی
مقابلہ سے دور کرون۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ۳ ہزار مرد شمشیر
زنکو دفع کریگا تو مین تجھے زیادہ تر اپنا دوست رکھونگا۔ احنف نے جواب دیا کہ آپ
خاطر جمع رکھین۔ انشاء اللہ مین ایسا ہی کرونگا یہہ کہکر اپنے قوم کے پاس واپس
گیا۔ اب طلحہ و زبیر نے اپنی فوج کا جائزہ لیا۔ تو ۳۰ ہزار مرد مع سوار و پیادہ
شمار ہوئے کہ وہانسے کوچ کر کے موضع رابوقہ مین آئے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ کو انکے آگے بڑہنے کا حال معلوم ہوا۔ تو آپ کھڑے ہوگئے۔ اور ایک خطبہ ادا فرمایا
اور اللہ تعالے کے احسانات کی شرح فرما اور حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح پاک پر درود و سلام بھیجکر فرمایا کہ اے حاضرین مجھکو اپنے بھائیون اور یارونسے تین
قسم کے کام پیش آئے ہین۔ کہ جن تینون کا جنکے حکم قرآن مین موجود ہر قوم ہین سے

یعنی بغاوت و عہد شکنی و مکر۔ بغاوت سے مراد ظلم و حسد ہے یعنی میرے بھائی اور دوست مجکو نہین دیکھہ سکتے کہ مین خلیفہ رسولخدا ہون اور حاسد سوائے زوال محسود کے کچھہ نہین چاہتا۔ لہذا انکی خواہش یہہ ہے کہ جامہ خلافت جو اللہ تعالی نے مجکو پہنایا ہے جب میرے بدن سے اتارلیوین تب مجھسے خوش اور مطمئن ہون مگر اس لباسِ خلافت کو وہ خود تو کیا اوتار سکینگے عہدشکنی سے مطلب یہہ ہی کہ اس جماعت سے جسنے مجھسے مخالفت اختیار کی۔ انتہائے اطاعت اور رغبت دلی سے میرے ساتھہ بعیت کی ہے۔ اور اس بات پر نہایت شدید قسمین کھائین کہ ہملوگ آپ کے عہد وپیمان سے کبھی منحرف نہونگے۔ مکر اسمے یہہ غرض ہے کہ اس قوم سے نے بعد حسد و عہدشکنی جوکچھہ مجھسے فریب ظاہر کیا۔ اور میری بدانیشی شروع کی۔ اور میرے ساتھہ طرح طرح کے حیلے پیش لائے۔ انسے بھی انکی یہی غرض ہے کہ کسی تدبیر کے ساتھہ مجھسے خلافت کو پھیر سکین۔ خداوند تعالے نے قرآنِ مجید مین اِن تینون خصائل قبیحہ اور عاداتِ ناپسندیدہ کا بیان فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے۔ کہ بغاوت وعہدشکنی و مکر کا وبال اُسی شخص پر اُلٹ جاتاہی جو اِن افعال کا مرتکب ہو۔ اور جو اِن خصائل قبیح کو اپنی طبعیت مین راہ دینا جائز رکھے۔ اور مثل مشہور ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے گرانے کے لیئے کنوان کھودیگا ضرور ہے کہ اوسمین خود گر پڑیگا۔ اور سب سے زیادہ مشکل یہہ بات ہے کہ تم شخص جو دنیا مین چار کامون پر مثل ہین وہ میری مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ اور میری دشمنی اور عداوت پر اپنی کمر باندھ چکے ہین۔ ان سب مین پہلا شخص زبیر ابن عوام ہے جس سے دلیری و مرکب نشینی مین بڑھکر کوئی سوار نہین ہے۔ دوسرا شخص طلحہ بن عبداللہ ہے۔ کہ دنیا بھر مین کسی کی آنکھہ نے اُس سے زیادہ کوئی سخی نہین دیکھا ہوگا۔ تیسرے عائشہ رضی اللہ عنہا کہ دنیا کے لوگ جسقدر اوسکے فرمانبردار

ہین دوسرے کے نہین ہوسکتے یعلی بن منبہ کہ اس زمانہ مین جسقدر مال کہ اوسکے
پاس جمع ہے دوسرے کو ممکن نہین ہوا اور جتنا مال و زر یہہ تینون اوس اسلیے مانگتے جاتے
ہین کہ میری مخالفت کے واسطے اپنے لشکر پر خرچ کرین۔ یہہ اونکو دیتا جاتا ہی
اسلیے اونکی ہمت فاسد مین کمی نہین ہوتی قسم ہے اوس خدا کی جسکی صفت یکتائی ہی
کہ اگر یعلی بن منبہ پر مجھے دسترس ہوگی تو اوسکے جملہ فرزندان کو مسلمانون کا حصہ
بناؤنگا۔ اور اوسکا سب مال بیت المال مین بھیج دونگا۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ نے یہہ کلمات ارشاد فرمائے تو خزیمہ بن ثابت جلدی سے کھڑا ہوکر عرض
کرنے لگا کہ جو تقریر علی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر اسوقت جاری ہوئی نہایت
صحیح اور بالکل حق ہے۔ قسم ہے اوس خدا کی جسنے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچائی
کے ساتھہ ہدایت خلق کے لیے بھیجا۔ کہ اوس جماعت نے بلاشک آپکے
ساتھہ حسد کیا اور عہد شکنی بھی کی اور بداندیشی بھی کر رہی ہین لیکن الحمد للہ کہ آپ کی
شجاعت زبیر سے بدرجہا زیادہ ہے اور آپ کا علم و عقل طلحہ سے بمراتب
بڑھکر ہے۔ اور عوام الناس آپ کی فرمانبرداری مین عائشہ سے بمدارج افزون
تر ہین رہا مال دنیا تو اوسکے لیے چندان جائے قرار نہین ہے۔ اللہ تعالے
آپکو طریقہ حلال سے اسقدر مال و زر عطا فرما دے جو یعلی ابن منبہ کے مال سے بہت ہی
زیادہ ہو۔ اس لیے کہ اوسکا مال تو ظلم سے جمع ہوا ہے یہی سبب ہے کہ وہ فساد
جہالت کا لقمہ ہو رہا ہے۔ غرض امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اوس میدان مین اپنے
لشکر کا پھر جایزہ لیا تو ۲۰ ہزار مرد شمار مین آئے چنانچہ اوس جگہہ سے کوچ کرکے
لشکر عائشہ کے مقابل خیمہ زن ہوے اور خاندان مضر مقابل مضریونکے اور قوم
ربیعہ بمقابلہ قوم ربیعہ کے اور اہل یمن بمقابلہ یمنیون کے میدان مین آتے ہوے امیر
المومنین نے یہہ مصلحت دیکھی کہ طلحہ و زبیر کے نام ایک خط بھیجا دے جسمین

اونکی عہد شکنی اور مکاری سے اونکو آگاہ کیا جاوے۔ اور اپنے کو لڑائی سے معذور کیا جاوے۔ چنانچہ دوات و قلم منگوا کر انکے نام مضمون سے خط تحریر فرمایا۔ کہ بعد حمد و نعت تمکو معلوم رہے کہ مجھے آپ ہی خواہش خلافت کی نہ تھی جس دن مجکو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ اور مین اوس سے انکار کرتا تھا۔ اسکو قبول نکرتا تھا۔ تو سب لوگ میری منت کرتے تھے اور مبالغہ کرتے تھے غرض جب تک تم دونون نے رضامندی سے پہلے مجھسے بیعت نہین کرلی تب تک اور لوگونکو مینے بیعت کرنے کی اجازت نہین دی۔ جس روز کہ تمنے مجھسے بیعت کی ہے اوسروز تمپر انکار و اکراہ کا اثر بھی نہ تھا۔ اور نہ ایسی کوئی بات تھی جس سے مجبور ہو کر تمکو بیعت کرنا پڑا ہو۔ اور اوسروز تمہاری کوئی ایسی غرض بھی نہین تھی جس سے مجبور ہو کر تمکو مجھسے بیعت کرنے کی رغبت ہوئی ہو۔ جبکہ یہہ کوئی امر بھی نہ تہا۔ تو اب مین حیران ہون کہ پھر تمنے دل مین یہہ کیا سوچا ہے۔ اور میری نزاع و دشمنی پر کیون آمادہ ہوئے ہو۔ اور مجھسے عہد شکنی کیسی جائز رکھی ہی اگر تم ان باتونکو سچا سمجھتے ہو اور یہہ جانتے ہو کہ میری جانب سے تمہارے حقوق کی رعایت مین کوئی فرق نہین پڑا ہے۔ تو یہہ اندیشہ و تدبیر تمنے میرے حق مین کی ہے اب بھی اوس سے باز آؤ۔ اور اگر تم میری باتونکو خلاف سمجھتے ہو۔ اور کراہت سے تمنے میرے ساتہہ بیعت کی ہے تو یاد رکھو کہ جب تم ظاہرا بیعت کرچکے ہو۔ اور تمام مسلمانونکی نظر جسپر پڑ چکی ہے تو گو باطن تمہارا ظاہر کے خلاف کیون نہو تب بھی اس بیعت سے یہی مراد ہے کہ تمنے گویا میرے حق فرمانبرداری کو اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے پس متابعت کی بعد اگر مین تمسے موافقت کی خواہش کرون تو مجھے اسپر کوئی ملامت نہین کرسکتا۔ لیکن تمہاری اس مخالفت پر کہ بعد متابعت اختیار کر رہے ہو جو کوئی سنیگا تمکو ملامت کریگا۔ اس کام کے شروع

مین تمکو اے زبیر کہ سردارِ سوارانِ قریش ہے - اور تمکو اے طلحہ کہ بزرگِ مہاجران ہے مجھسے بیعت نکرنا اِسحالت سے زیادہ آسان تر تھا کہ جسطرح آج میرے ساتھہ عہد شکنی اور مخالفت کو راہ دیتے ہو - اور تمہارا یہہ کہنا اور دعوی کرنا کہ عثمان کو مَینے قتل کیا ہے - باوجودیکہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ اِس تہمت سے مین پاک ہون مجھے نہایت ہی تعجب پیدا کرتا ہے - مین برضا و رغبت اجازت دیتا ہون - کہ جو اہلِ مدینہ اسوقت میرے اور تمہارے دونون سے موافقت مین نہین ہین - اونکو اِس معاملہ کا پنچ مقرر کر دِو - تاکہ وہ لوگ واقعی گواہی دیوین - کہ میری طرف سے کس کس شخص نے عثمان کی قتل مین سعی کی ہے - وہ اِسکی کیفیت جو اُنکھونسے دیکھی ہے بیان کرین تو جرم اوس شخص کا جسنے میرے جانب سے قتلِ عثمان کا قصد کیا ہوگا معلوم ہو جائیگا - اور عثمان کے خون کرنے مین جتنی جس شخص نے کی ہوگی فوراً کھل جاویگی اِسمعاملہ مین بہتر یہہ ہے کہ پہلے فرزندانِ عثمان رضی اللہ عنہ کو میری خلافت پر اقرار کرنا چاہیے - اور میرا فرمانبردار ہونا لازم ہے اِسکے بعد جن لوگو نپر اونکو اپنے باپ کے خون کا دعوی ہو - میرے حضور مین حاضر کرکے اُنپر دعوی کرنا واجب ہے تاکہ مطابقِ عدالت و حکم شریعت کے اِس قضیہ کا فیصلہ فرمایا جاوے - مگر خود تمکو طلبِ خونِ عثمان سے کیا واسطہ ہے - اور تمہارا اُس سے کیا تعلق ہے - کیونکہ تم دونون تو مہاجرین مین سے ہو - اور عثمان خاندانِ بنی مناف مین سے ہے پھر وہ خواہ حق پر قتل کیا گیا یا ناحق قتل ہوا لیکن تمہارے اور اوسکے کیا عزیزداری ہے جس سے ایسے مبالغہ اور کوشش کے ساتھہ اُسکے طلبِ خون کی فکر کر رہے ہو اور اِسکا خیال بھی نہین کرتے کہ تم دونون مجھسے بڑی رغبت اور خواہش دل کے ساتھہ بیعت کر چکے اور سخت قسمین کہا چکے - اور خدا کو ضامن کر چکے ہو کہ مجھسے مخالفت نکروگے - اَب وہ سب عہد و پیمان توڑ تاڑ کر تمنے مجھپر فوج کشی کی ہے

اور بہتری اسی مین ہے کہ مکان کے خدمتگذار رہین اور گھر سے باہر قدم نرکھین فقط
جب طلحہ اور زبیر نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو اوسکا جواب کچھہ بھی نہ لکھا
لیکن یہہ پیغام کہلا بھیجا کہ اے ابو الحسن تم اسلیے یہان آئے ہو اور لشکر لائے ہو
جسمین تمہارا دبدبہ اور آوازہ پھیل جاوے ۔ بہتر ہے کہ جب تک مطلب تمہارا جو تمہین
منظور رہے حاصل نہو جاوے تب تک ہرگز واپس نہ جانا ۔ ہم تمہاری فرمانبرداری
کبھی نکرینگے ۔ اور نہ تمہاری اطاعت اوپنے اوپر واجب دیکھینگے ۔ تمہاری جو مراد
ہو کرو کہ اب کام کا درجہ حدِ عتاب سے بڑھگیا والسلام ۔ بعد اوسکے عبد اللہ
ابن زبیر کھڑا ہوا اور بولا کہ اے حاضرین علی ابن ابیطالب نے امیر المومنین عثمان کو
کہ خلیفہ برحق تھا قتل کیا ۔ اور پھر اسوقت ایک لشکر جمع کرکے تیر لایا ہے تاکہ
تمہارے اختیارات کو تمہارے ہاتھہ سے لیوے اور تمہارے شہر و
ولایت کو تمسے چھین لے ۔ تمکو لازم ہے کہ ہمت مردانہ قائم رکھو ۔ اور اپنے
خلیفہ کے خون کا دعوی کرتے رہو ۔ اور اپنے زنان خانون کی حفاظت مین مستعد
رہو ۔ اور اپنے زن و فرزند و حسب و نسب کے بچانے کے لیے جنگ کرو
یہہ حال امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر بیانکیا ۔ اور جو
تقریر عبد اللہ زبیر نے اپنی مجلس مین بہ نسبت امیر المومنین کے کی اور قتلِ
عثمان مین امیر المومنین پر تہمت رکھی تھی وہ سب نقل کی ۔ امیر المومنین حسن بن علی
رضی اللہ عنہ نے اُسی مجمع مین کھڑے ہوکر حمد باریتعالے نہایت خوبی کے ساتھہ
ادا کی اور مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجکر کہا کہ اے حاضرین ہم سے یون بیان
کیا گیا ہے کہ عبد اللہ زبیر نے خطبہ پڑھنے مین میرے والد بزرگوار کی برائیان
اور نکتہ چینیان کی ہین اور قتلِ عثمان کا الزام اُنہی پر رکھا ہے اور انہین پر اِس
واقعہ کی تہمت لگائی ہے ۔ تم سب لوگ کہ مہاجر و انصار و اہلِ اسلام ہو خوب جانتے ہو

کہ اوسکا باپ زبیر ابن العوام عثمان کے حق مین ہر وقت کیسی باتین کہا کیا ہی
اور اوسکو کس کس شکل پر برا بھلا کہتا رہا ہے - اور اوسکے حق مین کسقدر بد کی تقریر
کرتا رہا ہے - اور طلحہ بن عبید اللہ حالت حیات عثمان مین بیت المال پر کس قسم
کے تصرفہاے ناجایز کیا کرتا تھا - پس اوسکو کب ایسی مجال حاصل ہے کہ ایسے
والد بزرگوار پر ایسے بڑے کامونکا اتہام رکھے - یا اپنے زبان کو اونکی بدگوئی پر
اپنے منہہ مین جنبش دے - الحمد للہ کہ ہمکو ایسی قوت تقریر حاصل ہے کہ ہم بھی اونکے
حق مین بخوبی سخن رانی کر سکتے ہین ابن زبیر کا یہہ بیان کرنا کہ علی تمہاری اختیارونکو
تمہارے ہاتہہ سے چھینا چاہتے ہین اور تمہارے شہر و ولایت کو تمہاری قبضہ
سے باہر کرنا چاہتے ہین یہہ اوسکے باپ زبیرہی کی سب سے بڑہکر دلیل ہے -
کیونکہ اوسکا یہہ قول ہے - کہ مینے علی کے ساتہہ جو بیعت کی ہے وہ ہاتہہ سے کی ہی
دل سے نہین کی - حاصل یہہ ٹھہرا کہ بیعت کرنے سے تو اوسکو اقرار ہوا چاہیے وہ
کسی طرح اوسنے کی ہو اور ظاہر ہے کہ اوسکا انکار بعد اقرار قابل سماعت نہین
ہو سکتا کہ اس معاملہ مین صاف حکم شرع موجود ہے رہا یہہ امر کہ اہل کوفہ کا واسطے
سنادہی اہل بصرہ کے آنا تو یہہ کچھہ تعجب خیز نہین ہے - کیونکہ حق پرست لوگ
اہل باطل کو دفع کرنے آئے ہین اور صلح کن واسطے تردید مفسدون کے متوجہ
ہوئے ہین اور یہہ امر یقینی ہے کہ ہمکو سنکران عثمان سے نہ تو کوئی واسطہ ہی
اور نہ اوسکے ارادہ جنگ بلکہ نزاع و جنگ کے جو کچھہ خیالات ہمکو ہوے ہین وہ
اونھین لوگون کے حق مین ہین جو کہ تابعدار اوس شخص کے بنے ہین کہ جو اونٹ پر
سوار ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا فقط یہہ خطبہ سب حاضرین نے سنکر نہایت ہی
پسند کیا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بہت تعریفین کین - پھر تو لشکرونکو حرکت
ہوئی اور ایک لشکر دوسرے فوج کے سامنے جا پہونچا یہانتک کہ بصرہ کے لڑکے اور اونکی غلام

فوج میں سے باہر آکر غلامان اہل کوفہ کے برابر کھڑے ہو گئے۔ کعب بن سور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اب دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل جا پہونچے ضرور جنگ کرینگے۔ اگر ان میں آتش حرب شعلہ زن ہوئی تو ہزاروں آدمیوں کا خون ہو جائیگا اور پھر اس آگ کا بجھانا مشکل ہوگا۔ اے مادر مومنان اب بھی اس کام سے باز آؤ کہ اس فساد عظیم میں تسکین ہو جاوے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک ہودج میں بیٹھ گئیں تب اونکے اونٹ کو لشکر میں کھینچ لاے۔ اور بصرہ والوں کی ایک جماعت اوس اونٹ کے آگے آگے چلی جاتی تھی۔ جب جاتے جاتے لشکر میں پہونچیں تو دیکھا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کو روک رہے ہیں اور جنگ وجدال سے منع کر رہے ہیں۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہہ حال دیکھا تب واپس ہوئیں اور جو لوگ اونکے ہودج کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی واپس چلے گئے۔ دوسرے روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ ابن عباس اور زید بن صوحان کو طلب فرمایا اور کہا کہ تم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ خداے تعالے نے کیا تجکو یہہ حکم نہیں فرمایا کہ اپنے گھر کے اندر بیٹھی رہنا اور باہر نہ نکلنا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہہ باتیں تجھے اچھی طرح معلوم ہیں مگر چند آدمیوں نے تجکو فریب دیا ہے۔ اور تیرے باہر آنے کا معاملہ تیری آنکھوں پر اور تیرے دل میں اونھوں نے آراستہ کیا ہے۔ اور تو بھی اُنکے فریب پر خوب فریفتہ ہو کر گھر سے باہر نکل ہی پڑی۔ خیر اب بھی تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ واپس چلی جا اور پھر جنگ ونزاع کے گرد نہ پھر۔ اور اگر تو واپس نہ جائیگی اور اس فتنہ و فساد کو بند نکریگی تو اس فساد کا انجام لڑائی پہونچ جائیگا اور بہت سے آدمی قتل ہونگے۔ اے عائشہ خدا سے ڈر اور توبہ کر اور خدا کی طرف توجہ کر کہ خداے تعالے اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اونکا عذر پذیر فرماتا ہے۔ خبردار ہو جا کہ دوستی عبد اللہ ابن زبیر کی

اور قرابت مندی طلحه بن عبد الله کی تجکو ایسے درجه پر نه پهونچا دے که جسکا انجام
آتش دوزخ تک بڑه جائیگا - غرض یهه دونون شخص عائشه کے پاس آئے اور پیغام
امیر المومنین علی ابن ابیطالب کا پهونچایا - عائشه رضی الله عنها نے جواب مین کہا
کہ مین ان باتونکا کوئی جواب نہین دیسکتی - کیونکه مجھے معلوم ہے که دلیل و تقریر مین علی
ابیطالب سے مین جیت نه سکونگی - یهه بات سنکر وه دونون واپس ہوے - اور
امیر المومنین علی کی خدمت مین آئے اور جو کچهه عائشه سے سنا تها بیان کیا - امیر المومنین
نے حکم دیا که امیران لشکر اور سرداران فوج کو طلب کرو - جب وه حاضر آئے - تو
امیر المومنین نے کہڑے ہوکر خطبه پڑها - اور مصطفے علیه السلام پر درود بهیجی - اور
فرمایا که اے حاضرین مینے جہانتک ممکن ہوا اس جماعت کے ساتهه
صلح اور رعایت چاہی اور آتش جنگ مشتعل ہونے مین انکار و تامل کیا - اور انکو
نزاع و دشمنی کے انجام سے خوف دلایا - اور جب اوسکا اثر انپر کچهه بهی نهوا - تو اس
اراده سے باز آنے کے لئے خداے تعالی کی قسمین انکو دین غرض جو جو تدبیرین
بشریت کے امکان مین آسکین وه سب مینے کین - که کسی طرح سے بهی انکو خدا کا
خوف آوے - اور میری نصیحت انپر اثر کرے - تاکه معامله جنگ و جدال کو جسمین
سواے خرابی کے اور کچهه نهوگا یاد کرکے اپنے زن و فرزند پر رحم اور خلائق سے
شرم کرین - لیکن انپر اسکا کچهه اثر اور کوئی فائده نهوا اور میری نصیحت انکے دلونمین
نه سمائی - آخر انکا اب یهه حال ہے که مجھے پیغام بهیجا کرتے ہین که حربون اور نیزه بازیون
کے لیے طیار رہو - اور مردان جنگی کے مقابله پر میدان مین نکل آو - جای غور ہے
که مجهه ایسے شخص کو یهه لوگ ایسی بات کہتے ہین اور مجهه سے شخص کو لڑائی سے ڈراتے
ہین - حالانکه مینے اپنی تمام عمر جنگ و جدال مین بسر کی ہے - اور مینے میدان تیغ زنی
اور نیزه بازی ہی مین پرورش پائی ہے - کیا یه لوگ مجھے بهول گئے ہین - مین وہی علی

ہون جسنے انکی صفون کو شکست و درہم و برہم کیا ہے مین وہی علی ہون جسنے
انکے باپ دادونکو قتل کیا ہے ۔ مین وہی علی ہون جسنے انکی جماعتون کو
پریشان و متفرق کردیا ہے ۔ جس تلوار سے مینے پہلوانان عرب کے سر قلم کیے
وہ اسوقت بھی میرے ہی ہاتھہ مین موجود ہے ۔ جس نیزہ سے مینے جنگ
آوران عجم کے دل شگافتہ کئے وہ اسوقت بہی میرے ہی قبضہ مین ہے ۔ دل کی
بازوکی قوت ۔ دولت صبر و یقین میرے پاس موجود ہے ۔ پھر مجھے کونسا اندیشہ ہے
کیا خداتعالے نے مجھسے فتح و نصرت کا وعدہ نہین فرمایا ہے ۔ اور اپنی تمام
نعمتون کے دروازے مجھپر نہین کھولدیے ہین ۔ انسانکو موت سے بچانیوالا بجز
بغیر اجل جو حکم ربانی سے تعلق رکھتا ہے وہ نہین ہوسکتا ۔ جو شخص قتل نکیا جائے
آخرکو ایک دن خود اوسکی جان جائیگی ۔ مردانہ وار قتل ہوجانے کا درجہ خود مرجانے سے
بہتر ہوتا ہے ۔ قسم ہے اوس خداے واحد کی کہ جان علی کی جسکے قبضہ قدرت مین
ہے کہ ہزار زخم تلوار کے کھالینا اس امر سے نہایت آسان ہے کہ مثل
عورتون کے فرش پر موت آجاوے ۔ یہہ فرماکر امیرالمومنین نے اپنی ہاتھہ
دعا کے لیئے اوٹھائے ۔ اور عرض کیا کہ اے خداتعالے تو ملاحظہ فرما کہ طلحہ
خود میرے پاس آیا اور مجھسے خوشی اور رغبت دلی کے ساتھہ بیعت کی اور بعد
اسکے اوسنے عہد شکنی کی ہے اور اپنے قول کے خلاف عمل کیا ہے ۔ پروردگارا
اگر یہہ میرا عرض کرنا صحیح ہے تو اب طلحہ کو اس سے زیادہ تو اور مہلت نہ دے اور
جسقدر جلد ہوسکے مجکو طلحہ کے مکر سے خلاصی عطا فرما ۔ اے میرے مالک زبیر ابن عوام
نے میرے حق عزیزداری کا کچھہ خیال نرکھا اور مجھسے دشمنی ظاہر کی اور مجھسے عہد شکنی
کی اور مجھہ مین اور مسلمانون مین مفت لڑائی قائم کرادی ۔ حالانکہ زبیر خوب جانتا ہے
کہ یہہ فعل اوسنے برا کیا ہے اور وہ ظالم ہے ۔ بارالہا اوسکے شر کو مجھسے دور فرمادے ۔

صف آرائی امیرالمومنین

امیرالمومنین نے یہہ باتین کہکر آخر مین دعا و مناجات کی اور دوستون کے نزدیک اپنے کو لڑائی مین معذور کیا۔ اسکے بعد امیرالمومنین نے اٹھکر اپنے لشکر کی صفون کو آراستہ کیا۔ سوارونکی داہنی سمت کو عمار ابن یاسر کے سپرد کیا پیادونکے داہنی سمت کو شریح ابن ہانی کے تفویض فرمایا۔ سوارونکے بائین جانب سعید بن قیس ہمدانی کو مقرر فرمایا۔ پیادونکے بائین جانب رفاعت بن شداد البجلی کو متعین فرمایا۔ محمد بن ابی بکر کو سوارون کے بیچ مین استادہ کیا عدی بن حاتم الطائی کو پیادونکے بیچ مین نامزد فرمایا۔ ہراولی سواران زیاد بن کعب الارحبی کے سپرد فرمائی۔ ہراولی پیادگان حجر بن عدی الکندی کو عطاکی۔ سرداری سواران کمینگاہ عمر بن حمق الخزاعی کو عنایت ہوئی۔ افسری پیادگان کمینگاہ جندب بن زہیر الاسدی کو مرحمت ہوئی۔ پس عرب کے تمام خاندانون مین سے ہر خاندان کے سردار کو فرمایا کہ اپنی قوم پر ہر وقت خیال رکھے اور جو کچھ وہ کہین اوسپر لحاظ کرے۔ جب امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے اسطرحپر اپنی لشکر کی آراستہ کیا تو دفعتاً سب سوار پیادے جنبش مین آئے اور اوسطرف عائشہ رضی اللہ عنہا بھی باہر آئین اور ایک ہودج مین بیٹھین۔ وہ ہودج اپنے اونٹ کی جسکا نام عسکر تھا کسوالیا۔ اسی اونٹ کو یعلی ابن منبہ سے ۲۰۰ دینار کو مول لیا تھا۔ اور یہہ بڑا ہودج تھا جو سال کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ اور جسمین لوہے کی کیلین جڑی ہوئی تھین۔ اور اوسکے اندر اونٹ کا چمڑا منڈھا ہوا تھا۔ اور اوسکے اوپر خوشنما کپڑے لگائے گئے تھے۔ اور اہل بصرہ کا علم اوسی اونٹ پر تھا۔ جب دونون لشکر برابر آکر میدان مین کھڑے ہوئے تو دونون طرف سے مردان جنگجو برآمد ہوکر باہم مقابل ہوے۔

جنگ امیرالمومنین

امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ اپنی لشکر کی باہر آئے۔ اور دونون صفون کے بیچ مین کھڑے ہوئے۔ حضرت مصطفی صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور چادر اوس جناب کی آپکے
کاندہے پر تھی۔ اور عمامہ سیاہ سر پر بندہا تھا۔ اور رسولخدا کے مرکب پر جو سبز
رنگ تھا اور جسکو دلدل بھی کہتے ہین سوار تھے۔ پس باواز بلند فرمایا کہ زبیر
ابن عوام کہان ہے ذرا میرے سامنے آوے۔ یہہ سنکر زبیر قریب آیا۔ عائشہ
چلانے لگین کہ اب ہماری اسما بیوہ ہوا چاہتی ہے۔ لوگون نے کہا کہ خاطر جمع
رکھو۔ علی ہتھیار نہین لیے ہین۔ لڑائی کا ارادہ نہین بلکہ زبیر سے کچھہ بات
کہنا چاہتے ہین غرض جب زبیر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔
تو امیر المومنین نے اوس سے کہا۔ کہ یا ابا عبد اللہ یہہ کیا حرکت ہے جو
تو کر رہا ہے۔ اور کس وجہ سے اس کام پر آمادہ ہوا ہے۔ زبیر نے جواب
دیا کہ طلب خونِ عثمان نے مجکو اس امر پر آمادہ کیا ہے۔ امیر المومنین نے
کہا سبحان اللہ تو نے اور تیرے دوستون ہی نے تو عثمان کو قتل کیا اب قصاص
کس سے طلب کر رہا ہے۔ پہر کہنے لگے فرمایا کہ اے زبیر مین تجکو اوسی خدا کی
قسم دیتا ہون کہ جسکے سوا دوسرا خدا نہین ہے اور تجکو اوسی خدا کی قسم
ہے جسنے قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہیجا اور مین تجکو یاد دلاتا ہون کہ کیا کبہی
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجسے کہا تہا کہ کیا تو علی کو دوست رکہتا ہے۔ اور تو نے یہہ جواب
دیا تہا مین اوسکو کیون نہین دوست رکہتا کہ علی میرا ماموں زاد بھائی ہے۔ مصطفےٰ
علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زبیر ایک دن ایسا ہوگا کہ تو علی کے ساتہہ بقصد
جنگ آمادہ ہو جاویگا۔ اور علی سے تو دشمنی کریگا یقین جان لے کہ اوس روز
بمقابلہ علی کے تیرا شمار ظالمون مین سے ہوگا۔ زبیر نے جواب دیا کہ سچ ہے اور
یہہ بات درست ہے۔ اسکے بعد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین دوسری
بار تجکو پہر قسم دیتا ہون اور تجکو یاد دلاتا ہون کہ ایک دن رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم

عمرو ابن عوف کے مکان سے آتے تھے - اور تو اوس جناب کے ساتھ نہین تھا
اور وہ جناب تیرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے - کہ مین آگے سے آیا - اور [illegible] رسولخدا صلی
الله علیہ وسلم نے مجھے سلام ارشاد فرمایا - اور مین ہنسا تو تو نے کہا کہ اے ابن
ابو طالب اب تو نے رسولخدا کو پہلے سلام کیون نکیا - کیا تو غرور سے باز نہ آئیگا
یہہ سنکر اوس جناب نے فرمایا کہ اے زبیر خاموش رہ اسلیئے کہ علی مغرور نہین ہے
اور ایک دن ایسا ہوگا کہ تو علی پر بارادہ جنگ لشکرکشی کریگا اور [illegible]
اور ظالم ہوگا - زبیر نے جواب دیا کہ سچ ہے اور یہی بات ہوئی تھی [illegible]
اور رسولخدا نے ایسا ہی فرمایا تھا لیکن اے امیر المومنین یہہ باتین مجھکو
فراموش ہوگئی تھین - اب مجھکو یاد آگیا کہ آپ نے یہہ سب سچ بیان کیا - اور اگر
اس سے پہلے یہہ باتین آپ مجھکو یاد دلاتے تو مین ہرگز بارادہ جنگ [illegible] نہ
آتا اور اسوقت مجھکو یاد دلایا گیا تو قسم ہے خدا کی کہ مین واپس جاؤنگا - اور کوئی ایسی
حرکت نکرونگا جو آپ کے ولیے باعث رنج و ملال ہو - یہہ کہکر زبیر اپنے لشکر کو گیا
اور عائشہ کے پاس ہو جو ہودج مین تھین - عائشہ نے کہا یا ابا عبد الله [illegible] کیسی
اور تجھ سے کیا باتین ہوئین - زبیر نے امیر المومنین علی رضی الله عنہ کی گفتگو جو
نسبت ارشاد رسولخدا صلی الله علیہ وسلم کے اوس سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا
کہ اسوقت میرا عجب حال ہے اور قسم اوسی خدا کی کھاتا ہون جو تمام کمالات پر قادر
ہے کہ مجھے حالت اسلام اور زمانہ جاہلیت مین کسی ایسی لڑائی پر جانے کا اتفاق
نہین ہوا ہے اور کسی ایسے میدان جنگ مین کھڑے ہونے کا موقع نہین ملا ہے
جیسے کہ بوجہہ غلبہ تردد و حیرت آج اپنے پاؤن کو مین ٹھکانے پر نہین پاتا ہون عائشہ
نے کہا کہ اے ابا عبد الله معلوم ہوا کہ تو شمشیر علی سے ڈرگیا - اور اگر تو شمشیر علی
سے ڈرتا ہے تو اسمین کچھہ عیب نہین ہے اسلیئے کہ تجھہ سے پہلے بہت مردان

جنگ آزما اوس سے خائف ہو چکے ہین زبیر کے بیٹے عبد اللہ نے سنکر اپنے
باپ سے کہا کہ اے باپ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی موت کی صورت شاید علی
کی تلوار مین تو نے دیکھ لی - کہ جس سے تو ڈر گیا اور پیٹھ پھیر لی - زبیر نے
جواب دیا کہ اے لڑکے تجکو بیٹے اپنے باپ پر ہمیشہ سے نحس کہا ہے عبد اللہ
نے جواب دیا کہ مین ہرگز نحس نہین ہون بلکہ تو نے ہی لوگون کو عرب مین رسوا
کیا - اور ہمین ایسا دھبا لگا دیا جس کا دھویا جانا سات دریا کے پانی سے
بھی ممکن نہین ہے - زبیر یہہ سنتے ہی جوش مین آیا اور اپنے گھوڑے کو غصہ سے ایک کر
لشکر امیر المومنین کی طرف دوڑایا - امیر المومنین نے جب زبیر کو اس حالت مین
دیکھا اپنے لشکر مین آواز دی کہ راستہ کھولدو - کہ زبیر دوسری طرف سے باہر
نکل جاویگا - یہہ سنکر راستہ کھولدیا گیا زبیر صفہا لشکر امیر المومنین کو شگافتہ کرتا ہوا
دوسری جانب سے دوڑاتا ہوا - اور اوس طرف سے دوسری بار پھر گھوڑا اوڑاتا ہوا
صفہا لشکر مین سے باہر نکل آیا - اور کسیکو زخمی نکیا اور اپنے لشکر مین جا پہونچا -
پس زبیر نے اپنے بیٹے سے کہا کہ کیون تو نے دیکھا میرا یہہ حملہ بد دلونکا حملہ
تھا عبد اللہ نے جواب دیا کہ نہین بہت اچھا تھا - لیکن تو نے کسیکو زخمی تو نہین کیا
اور یہہ وقت کہ عین کام کرنے کا ہی ہماری طرف سے پیٹھ پھیر لی اور ہمکو چھوڑ دیا
زبیر نے کہا کہ اے نالایق غور کر کہ مصطفے علیہ السلام کی بات پر لحاظ رکھنا بہتر ہی
یا کہ تیرے سبب سے اپنے کو دوزخ مین ڈالنا لازم ہے - پس اپنی حرکات گذشتہ
سے توبہ کی اور باہر نکل آیا - ۳۰ سوار اسکے پیچھے دوڑے تاکہ اوسکو پھیر لاوین
جونہین سوارونکو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو باگ موڑ کر اون پر حملہ کیا - اور سب کو پراگندہ
کر کے ایک سمت روانہ ہو گیا - اور ایک موضع مین پہونچا کہ جسکو وادی کہتی ہین
اور ایک قوم کے پاس جو بنی تمیم مین سے تھے اوتر پڑا - اوسکے دوستون مین سے ایک

امیر المومنین کہنے لگے کہ اے امیر المومنین ان لوگون کی شوخی اب حد سے
گذر گئی کہ ہمارے آدمیون کو زخمی کر رہے ہین مگر امیر المومنین جنگ کے لیے
حکم ہی نہین فرماتے ۔ معلوم نہین کہ اب کس چیز کا انتظار فرما رہے ہین ۔ امیر
المومنین نے کہا کہ مین اس تردد مین تھا کہ اپنے کو اب بھی جنگ و جدال سے
باز رکھون ۔ لیکن اسحالت مین کہ میری کوئی نصیحت یہہ لوگ قبول ہی نہین کرتے
اور میرے بہت سے رفیقونکو زخمی کر چکے ہین تو اب میری جانب سے بھی
کوئی عذر باقی نرہا ۔ یہہ فرماکر اپنی زرہ پہن لی اور تلوار کمر مین لگائی اور عمامہ سر پر
باندھا ۔ اور دُلدُل پر سوار ہوے ۔ اور قرآن کو اپنی دست مبارک مین
لیکر آواز دی کہ اے حاضرین تم مین سے کون شخص اس مصحف کو مجھسے لیکر
اس قوم کے آگے لیجاسکیگا ۔ تاکہ اونکو احکام قرآن کے مطابق ہدایت کرے
ایک غلام خاندان نخاشع مین سے جسکا نام مسلم تھا حاضر ہوا ۔ اور کہنے لگا کہ
اے امیر المومنین یہہ کام مجھہ سے ہوگا ۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اے جوان
اگر تو اس قوم کے پاس یہہ قرآن لیجاویگا ۔ تو یہہ لوگ تجھکو قتل کرڈالینگے کیا
تجھکو اپنا قتل گوارا ہے ۔ اسنے جواب دیا کہ یا امیر المومنین ہان مجھکو اپنا قتل
گوارا ہے امیر المومنین نے فرمایا کہ اول یہہ لوگ تیرے اِن ہاتھونکو جن مین
تو قرآن لیے رہیگا کاٹ ڈالینگے بعد اسکے تجکو زخمی کرتے کرتے ہلاک کرینگے
اوس جوان نے جواب دیا کہ مین راضی ہون یہہ لوگ جو چاہین وہ کرین اس لیے
کہ مجھکو خداوند تعالی کی رضامندی تو حاصل ہوگی ۔ پھر مجھے ان امور کا کوئی خوف
نہین ۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ یہہ باتین اوس سے پھر فرمائین
اور اوسپر حجت تمام کرلی ۔ مگر اوس جوان نے یہی جواب دیا کہ خدای تعالی کی راہ مین
شہید ہوجانا اور ثواب جسکا وعدہ ہوچکا ہے حاصل کرلینا اس رنج و مشقت [illegible]

نہایت سہل و آسان ہے پس امیر المومنین نے اوسکو دعا خیر فرمائی
اور وہ جوان قرآن شریف امیر المومنین سے لیکر اوس جماعت کے آگے
آیا اور کہا کہ اے حاضرین امیر المومنین علی ابن ابو طالب کہ چچا زاد بھائی رسول خدا
کا ہے اس قرآن کو میرے ہاتھ تمہارے پاس بھیجکر اور اپنے کو لڑائی سے
معذور رکھکر ارشاد فرماتا ہے کہ مین تمہارے ساتھ مطابق اس کلام الہی کی
اور موافق اُن امور کے جو اسمین لکھے ہین عمل کرتا ہون ۔ تم مجھسے دشمنی نکرو
اور میرے ساتھ جنگ و جدل پیش نہ آؤ اور خدا تعالے کی جانب سے
اپنے دلونمین رحم پیدا کرو ۔ اور اپنے کو اپنے ہاتون سے ہلاک نکرو ایک
مرد جو خدمتگاران عائشہ رضی اللہ عنہا مین سے تھا آیا اور اوس شخص پر تلوار
ماری کہ دونون ہاتھ اوسکے کٹ گئے ۔ اوس جوان نے قرآن شریف کو
اپنے بازو اور سینے سے سنبھالا ۔ آخر ایک تلوار اوسکے سینہ پر بھی ماری اور
اوسکو قتل کیا ۔ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو علم اپنے
بیٹے محمد ابن الحنیفہ کو دیکر فرمایا کہ اے فرزند اس علم کو لو اور دشمنون پر حملہ
کرو ۔ محمد ابن الحنیفہ نے علم لے لیا اور اپنے صف لشکر کے آگے گھوڑا بہت
زور سے دوڑایا ۔ اور لشکر عائشہ پر بڑا زبردست حملہ کیا ۔ اور چند پہلوانان
نامی کو جو اپنی صفون کے آگے گھوڑے دوڑاتے تھے مار گرا دیا ۔ بعد اسکے
لشکر بصرہ کے داہنی اور بائین جانب گھوڑا اوڑا کر خوب جنگ و جدال کی ۔ اور اپنی
لشکر مین آکر علم واپس لایا ۔ اسکے بعد امیر المومنین نے خود گھوڑا اوڑایا اور
ایکساعت تک لشکر کوفہ کے داہنی جانب اور ایک ساعت اونکی صفونکی بائین
جانب حملہ عظیم فرمایا اور چند پہلوانونکو مار کر اور بہت سے آدمیونکو زخمی کرکے
واپس آئے اور اپنے لشکر مین داخل ہوے ۔ امیر المومنین کی تلوار ٹیڑھی ہوگئی تھی

اسلیئے گھوڑے سے اوتر کر اپنی تلوار کو سیدھا کیا۔ اور پھر سوار ہو کر دوسری مرتبہ
حملہ دلیرانہ فرمایا۔ اس حملہ مین جو سوار امیر المومنین کے آگے آتا تھا۔ فوراً قتل
ہو کر گھوڑے سے گرا دیا جاتا تھا۔ یہانتک اس حملہ مین بھی وہ حالت ہوئی کہ امیر المومنین
کی تلوار پھر ٹیڑھی ہو گئی اسلیئے امیر المومنین میدان جنگ سے اپنے لشکر مین واپس
آکر تلوار خم شدہ کو زانو کے نیچے دبا کر سیدھا کرنے لگے۔ اور فرماتے جاتے
تھے کہ قسم ہے خدا کی کہ یہ لڑائی جو مین کر رہا ہون اسمین سوائے خوشنودی خدائے
تعالی اور حصول ثواب آخرت کے اور کچھ میرا مطلب نہین ہے۔ اور اپنے فرزند محمد
ابن الحنفیہ کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے فرزند جنگ ایسی کرنی چاہیئے جس طرح کہ
تیرا باپ لڑ رہا ہے۔ اوسوقت میمنہ فوج بصرہ نے میسرہ فوج کوفہ پر نہایت زبردست
حملہ کیا اور انکو اونکی جگہ سے کسیقدر پیچھے ہٹا دیا۔ مگر اہل کوفہ نے بھی ثابت
قدمی کو ہاتھ سے نہ دیا کر اہل بصرہ کے ساتھ جنگ عظیم کی۔ مخنف بن سلیم الازدی
لشکر امیر المومنین علی میں سے نکلا اور لشکر بصرہ پر حملہ کر کے کئی آدمیون کو زخمی
کیا۔ مگر ایک بھاری زخم کھا کے واپس آیا۔ بعد اوسکے اوسکے بھائی
صقعب ابن سلیم نے حملہ کیا اور بہت عمدہ لڑائی کرتا رہا۔ آخر اہل بصرہ نے
اوسکو ایک زخم کاری لگایا کہ وہ بھی شہید ہو گیا۔ بعد اوسکے زید بن
صوحان العبدی کہ یاران امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین ایک بڑا نامی شخص تھا
اور علمدار امیر المومنین بھی تھا حملہ ہائے عظیم اور جنگ ہائے مردانہ کرتا رہا۔ اور ایسی
عمدہ لڑائیان کین کہ دونون لشکرون میں تحسین و آفرین کا شور برپا ہو گیا۔ آخر
لڑتے لڑتے اسنے بھی شہادت پائی۔ اسکے بعد صعصعہ بن صوحان جو زید موصوف کا
بھائی تھا علم ہاتھ مین لیکے حملہ ہائے مردانہ کرنے لگا اور بہت خوب لڑا
رہا۔ آخر مین اوسکو ایک زخم کاری لگ گیا جس سے مجبور ہو کر واپس آیا۔

پھر ابو عبیدہ العبدی کہ اصحاب امیر المؤمنین علی رضی [illegible]
علیہ نے کہ حملہ کیا یا آخر کو شہید ہو گیا اسے مطلب [illegible] امیر المؤمنین رضی
اللہ عنہ میں سے ایک مقام خاص ہے آدمی نامی [illegible]
تعالے اوس پر اپنی رحمت نازل فرماوے [illegible]
سے جسکا نام عبد اللہ ابن بشر تھا میان جنگ [illegible]
کہ وہ ابو الحسن جس نے فتنہ فساد پیدا کیا ہے [illegible]
اوسکی غرض ہے۔ امیر المؤمنین یہہ سنکر [illegible]
میدان میں سامنے آ۔ اور جو کچھ تیرا مطلب ہو پورا کر۔ یہہ سنکر [illegible]
اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ امیر المؤمنین نے ایک ایسی تلوار [illegible]
ماری کہ [illegible] گردن اور کندہا اوسکا چشم زدن میں [illegible]
دونون جانب سے نکلے اور [illegible] شمشیر لیکے باہم لڑنے لگے۔ اور [illegible]
سے برابر کٹے جاتے تھے اور قتل ہوئے جاتے تھے [illegible]
عائشہ کی مہار پکڑے تھے اور قربان ہوئے جاتے تھے۔ اور [illegible]
امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کئے جاتے تھے اور قتل ہوتے جاتے
تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہہ حالت دیکھی تو غصہ میں آکر [illegible]
ایک مٹھی بھر کنکر مجکو اوٹھا دو۔ چنانچہ لوگون نے اٹھا دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
وہ کنکر اپنے ہاتھ میں لیکر وہ [illegible] امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے منہ کیطرف
پھینکا۔ اور کہا کہ ان سب کے منہ کالے ہو جائین۔ اسکے جواب میں ایک مرد
یاران علی رضی اللہ عنہ میں سے تھا بولا کہ اسے عائشہ ما رمیت اذ رمیت
ولکن الشیطان الرمی یعنی یہہ تم نہیں پھینکتی ہو بلکہ شیطان پھینک رہا ہے یا تشبیہ
اسبات سے نہایت غصہ میں ہوئین اور کہا ان نالائقوں کو مارو۔ غرض یہہ تھی

اور امیر المومنین کے دائیں اور بائیں جانب سے یاران امیر المومنین پر حملے کرنے لگے
تو نہایت سخت لڑائی ہونے لگی۔ تمام میدان آتش جنگ سے شعلہ زن ہو گیا
جنگل میں جسطرف نگاہ جاتی تھی لاشوں کے انبار نظر آتے تھے اور وہ اسقدر بھی
بلند ہوئے کہ جیسے اونچے اونچے ٹیلے ہو گئے۔ مروان ابن الحکم
قاتل عثمان کا لشکر میں علم اٹھائے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے اپنے لشکر کو
[illegible] امیر المومنین علیؑ پر ترغیب دے رہا تھا۔ مروان لڑائی سے جب تنگ آگیا
اپنے غلام سے کہنے لگا کہ اسوقت مجھکو ایک بات سے سخت تعجب ہو رہا ہے
اور وہ بات یہ ہے کہ قتل امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ چاہا اوسکے دشمنوں کو
قتل کرے مجھکو کوئی دوسرا شخص نظر نہیں آتا۔ اور جسقدر لوگ قتل
و خونریزی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر آمادہ تھے [illegible]
[illegible] آج میں دیکھ رہا ہوں کہ طلحہ خون عثمان کا طلب کرنے کے لیے
آیا ہے اور [illegible] ڈال رہا ہے [illegible] کہ سلسلہ
اس تمام فتنہ کا [illegible]۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ طلحہ کو ایک تیر لگا دوں
[illegible] خالی ہو جائیں اور اسکا [illegible]
[illegible] بات کرنا چاہیے کہ ہر وقت تیر مارنے [illegible]
[illegible] پیچھے رہے۔ تاکہ مجھکو تیر مارنے کے وقت کوئی
دیکھتا [illegible]۔ اور کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ تیر کسنے مارا ہے۔ اگر تو میرا یہ حکم
عمل کریگا تو میں تجھکو آزاد کر دونگا۔ غلام یہ سنکر مروان کے آگے [illegible]
[illegible] میں سے ایک تیر جسکے پیکان کو زہر سے بجھایا تھا [illegible]
[illegible] سے طلحہ کو مارا۔ طلحہ کے [illegible] لگنے اور تیر کے گھوڑی پر سے گر پڑا اور
بیہوش ہو گیا۔ جب ایک ساعت کے بعد اسکو ہوش آگیا تو اپنے غلام سے کہا کہ

مجھکو جلد یہان سے اوٹھا اور کسی سایہ مین لیچل - غلام نے کہا کہ اے خواجہ اس جنگل مین
کوئی جگہ پناہ کی اور کوئی مقام سایہ کا نظر نہین آتا جہان مین تجھکو لیجا سکون طلحہ نے کہا
کہ سبحان اللہ آج کسی قریش کو سوائے اپنے خونخواری کے مین اپنا دوست
نہین دیکھتا ہون اور مین نہین جانتا کہ یہہ تیر کہان سے آکر مجھکو لگ گیا شاید یہہ
تیر اجل کا تیر تہا - اور مجھکو یقین ہے کہ بحکم خدا تعالی کے یہہ تیر جسم پر نہین لگا ہے -
کیونکہ اللہ تعالے کا حکم جو کچھ ہو چکا اوس کا پورا ہونا ضرور ہے طلحہ یہہ
باتین کہتا تھا اور زمین پر تڑپ رہا تھا یہانتک کہ تڑپتے تڑپتے اوسکی جان
نکل گئی وہان سے اوسکی لاش اوٹھا کر ایک مقام پر جسکو سبخہ کہتے ہین دفن کیا
عائشہ رضی اللہ عنہا طلحہ کے قتل سے نہایت غمگین ہوئین اسلیئے کہ طلحہ اون کے
چچا کا بیٹا تھا اور اہل بصرہ بھی طلحہ کے قتل پر نہایت اندوہناک ہوئے اور
اونکو نہایت افسوس ہوا - غرض لڑائی ہوتے ہوتے جب رات ہوئی
تو دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آ گئے - دوسرے دن پھر
دونون لشکر قاعدہ کے موافق میدان مین آکر صف آرا ہوئے اور عائشہ
رضی اللہ عنہا ہودج مین بیٹھ گئین - اہل بصرہ اونکے اونٹ کو اپنے لشکر کے آگے
لے آئے بعدہ اوس اونٹ کے چارونطرف اہل بصرہ کھڑے ہوگئے
اور ادہر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو بھی آراستہ کیا غرض
دونون جانب سے مردان جنگجو میدان مین نکلنے لگے اور لڑائی شروع ہوگئی
راوی کہتا ہے کہ اوس روز اسقدر لوگ قتل ہوئے کہ تمام جنگل کی خاک خون
سے لال ہوگئی - غرض دوستان امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگری
دفعتًا ٹوٹ پڑے - اور اصحاب جمل پر یعنی اون لوگون پر جو شتر عائشہ رضی اللہ
عنہا کے گرد کھڑے ہوئے تھے حملہ کیا - پہلے امیر المومنین کی جانب سے

حجاج بن غزیہ الانصاری نے گھوڑا دوڑایا اوسکے پیچھے خزیمہ بن ثابت
نے گھوڑا دوڑایا اوسکے پیچھے شریح بن ہانی الحارثی نے گھوڑا جولان دیا
اوس کے پیچھے ہانی بن عروۃ المذحجی نے حملہ کیا اسکے بعد زیاد بن کعب
الہمدانی نے گھوڑا دوڑایا۔ اسکے بعد عمار یاسر نے گھوڑا دوڑایا اسکے بعد
اشتر نخعی نے حملہ کیا اوس کے پیچھے سعد بن قیس الہمدانی دوڑا اوسکے بعد
عدی ابن حاتم الطائی نے گھوڑا دوڑایا اوسکے بعد زاعت بن شداد
نے گھوڑا دوڑایا۔ غرض دوستان سرداران امیر المومنین ایک دوسرے کے
بعد داہنی اور بائین اور درمیان اور پشت لشکر سے حملے کرتے ہوے اور
لڑتے ہوے دوڑتے ہی پڑے۔ اور ایسی سخت لڑائی کی کہ ایسی لڑائی کبھی
کسینے سنی بھی نہوگی۔ راوی کہتے ہین کہ اوسوقت اہل بصرہ مین سے بیحد
نہایت آدمی قتل ہوے اور جس ہودج مین عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی
تہین اوس ہودج کا حال تیرون کے لگنے سے مثل ساہی کے ہو رہا تھا
خاندان بنی ضبہ کے لوگ براہ مبالغہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے
مینگنیان سونگھتے جاتے تھے اور آپسمین کہتے تھے کہ مادر مومنان کی اونٹ
کی مینگنی مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔ اور اس پر فخر کرتے تھے اور
مہار اونٹ کی پکڑے ہوے تھے اور مردانگی دکھا رہے تھے اور برابر قتل
ہوتے چلے جاتے تھے اشتر نخعی جو سرداران امیر المومنین مین سے تھا بہت ہی
سخت لڑ رہا تھا اور جو کوئی لشکر بصرہ مین سے اوسکے آگے آتا تھا فوراً قتل
ہوتا تھا۔ عبد اللہ ابن زبیر نے جب اشتر کو اسحال مین دیکھا تو چلا کر کہا کہ
اے دشمن خدا تھوڑی دیر توقف کر کہ مین تیرے ہی فکر مین پھر رہا ہون ذرا
دیکھہ تو سہی کہ مردانہ ضرب اسکو کہتے ہین یہہ کہکر اپنے نیزے کو تکان دی اور گھوڑا

اشتر پر دوڑایا گھوڑی پر ہر ایک دونوں زخمی ہوئے [illegible]
اشتر نے عبداللہ بن زبیر کو ایک ایسا نیزہ مارا کہ اوسکو گھوڑے سے گرا دیا اور
خود گھوڑے سے اتر کر اسکے سینے پر چڑھ بیٹھا عبداللہ بن زبیر نے بڑی مشکلوں سے اپنے تئیں
حوالے کر کے اپنے تئیں اشتر سے چھڑایا۔ اور زیادہ تر عبداللہ بن زبیر کے بچ
جانے کا سبب یہ تھا کہ اشتر اوس دن روزہ دار تھا اور اوس سے پہلے تین
روزے اور بھی بیماری بغیر آب و طعام رکھ چکا تھا ورنہ کیا مجال تھی کہ عبداللہ بن زبیر
اشتر کے چنگل سے نکل سکتا۔ جب سرداران امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بڑی تیزی
سے حملے کرنے لگے تو بڑی فتح بھی ہونے لگی۔ اور اہل بصرہ چاروں طرف سے قتل
ہونے لگے۔ لہذا باقی ماندوں کو لڑائی کی تاب نہ رہی فوراً سپاہ اپنی جنگ سے بھاگنے لگے
اور لڑائی ہار گئے۔ درحقیقت امیر المومنین جس شخص کے پاس پہنچتے تھے تو اوسکو
قتل کرتے تھے۔ غرض امیر المومنین نے بآواز بلند حکم دیا کہ اوس جمل یعنی اونٹ
کے پاؤں کاٹ ڈالو اور فرمایا کہ اوسکے پاؤں جلد کاٹو کہ وہ شیطان ہے یعنی
آدمی چاروں طرف سے اونٹ کے پیچھے دوڑ پڑے اور عبدالرحمن بن صرد [illegible]
نے پہنچ کر ایک تلوار اونٹ کے پاؤں پر ماری کہ اوسکے دونوں آگے کے پاؤں کٹ
گئے اور اونٹ سینے کے بل زمین میں گرا اور ایک سخت آواز سے چلایا۔ عمار یاسر
فوراً دوڑتا ہوا آیا اور نیزہ لگا کر جو ہودج کا تنگ تھا اپنی تلوار سے کاٹ ڈالا جب
ہودج کا تنگ کٹ گیا۔ تو بی بی صاحبہ اونٹ پر سے مع ہودج زمین پر گر پڑیں۔ اور امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ بھی پیچھے سے آپہنچے عائشہ رضی اللہ عنہا نے جونہی علی کرم اللہ وجہہ کو
آتے ہوئے دیکھا تو چلا کر کہا کہ یا علی تمنے اس وقت فتح پائی ہے تو تم بھی [illegible]
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو فرمایا کہ اپنی بہن کے پاس جا
اور [illegible] کسیکو ہودج کے قریب نہ آنے دے۔ [illegible]

پوچھنے کو بھیجا تاکہ عائشہ کو پوچھ کے اندر سے باہر لاوے عائشہ نے
پوچھا کہ تو کون ہے کہ تیرا ہاتھ میرے کپڑے تک پہونچ گیا محمد نے جواب دیا کہ
میں تمہارا بھائی ہوں [illegible] کوئی زخم تمکو لگا ہے یا نہیں۔ عائشہ نے
کہا کہ نہیں [illegible] محمد نے کہا کہ تم نے بہت بڑی حرکت کی اور اپنی آبرو شادی اور
[illegible] ڈالا۔ پھر محمد عائشہ کو [illegible] میں لیگیا۔ اور عبداللہ ابن خلف
[illegible] کے گھر میں جہاں پہلے بھی عائشہ اور [illegible] سے آیا۔ عائشہ نے [illegible]
[illegible] ہوں کہ میری خاطر سے عبداللہ ابن زبیر کو لے آ۔ محمد
[illegible] کیونکہ یہ سب فتنہ عبداللہ ہی کے سبب سے
[illegible] عائشہ نے جواب دیا اس سے بڑھکر اب مجکو اور فتنہ
اور [illegible] کہ وہ میرے بہن کا لڑکا ہے۔ میری تمنا ہے کہ میں
[illegible] ہوں کہ اس [illegible] حال ہوا [illegible] محمد میدان
[illegible] اور عبداللہ کو میدان میں زخمی پایا اور [illegible]
[illegible] سے کہا کہ اٹھ [illegible] میرے ساتھ [illegible]
[illegible] عبداللہ [illegible] سوار ہوا اور محمد اوسکے پیچھے [illegible]
[illegible] کے پاس لائے۔ جب عائشہ نے عبداللہ کی [illegible] حالت دیکھی تو
رونے لگیں اور اوسکو گود میں لیا اور اوسکا علاج کرنے لگیں [illegible]
[illegible] جاکر عبداللہ کے لئے امان طلب کرے غرض محمد خدمت امیرالمؤمنین
علی رضی اللہ عنہ میں آیا اور عبداللہ ابن زبیر کے لئے امان طلب کی [illegible]
[illegible] فرمایا کہ میں نے تمام عالم کو امان دی [illegible] عبداللہ ابن زبیر [illegible]
[illegible] امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ ابن عباس کو بلاکر [illegible] کہ
عائشہ کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو کہ [illegible] مدینہ میں جاؤ اور اب [illegible]

دشمن نہین معلوم ہوتا کہ جس مکان مین تم بنی ہاشمونکا مجمع ہووے۔ عبداللہ نے
جواب دیا کہ یہہ باتین کیون کہتی ہے۔ اسلیے کہ جو کچھہ نعمتین تجکو میسر ہوئین وہ
بنی ہاشم ہی کے سبب سے ملی ہین عائشہ نے پوچھا کہ بتلاؤ تو مینے تم لوگونسی
کیا نعمت پائی عبداللہ نے کہا کیا بوجہہ خاندان تیم عدی جو خاص تیرا حسب و
نسب ہی تجکو ام المومنین کہتے ہین۔ نہین۔ بلکہ ہم ہی لوگونکے سبب سے تو
ام المومنین کہلائی جاتی ہے۔ ورنہ تو صرف ام رومانی کی بیٹی ہے۔ اور تیرے
باپ کو صدیق کہتے ہین۔ اور وہ بوقحافہ کا لڑکا ہے۔ وہ بھی ہمارے ہی
سبب سے صدیق مشہور ہوا۔ عائشہ نے کہا کہ ہمپر احسان رکھتے ہو یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرتے ہو۔ عبداللہ نے جواب دیا کہ سچ ہے تمہارے ہی
اوپر احسان کیون نرکھین۔ تم رسولخدا علیہ السلام کی اور تم اوس خدا کی
کہ یکتائی جسکی صفت خاص ہے کہ اگر تجھہ مین سے ایک بال یا ایک ناخن بھی ایسا
ڈھونڈنا چاہین کہ جو مصطفے علیہ السلام کا ہووے وہ تیرے پاس ہرگز ممکن نہوگا۔
تو پھر تجھہ پر احسان کیون نرکھا جاوے۔ کچھہ اس ایک ہی احسان پر موقوف نہین
ہے بلکہ ہزار احسان رکھنے کی جگہہ ہمکو تجھہ پر حاصل ہے اور ظاہر ہے کہ
دنیا مین کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو مصطفے علیہ السلام کے ایک بال کی قیمت
بھی کر سکے۔ اور تو بھی منجملہ ازواج مصطفے علیہ السلام کے ایک زوجہ اون حضرت
کی تھی۔ تیرا ہونہہ اون بیبیون سے زیادہ خوبصورت نتھا تیرا حسب و نسب
اون بیبیون سے بہت بڑا نتھا۔ اسوقت تو امیر بنا چاہتی ہے اور تجکو
یہہ خواہش ہے کہ جو کچھہ تو کہے لوگ وہ ہی کرین۔ البتہ کوئی شخص تیرے
خلاف نہین کرتا۔ ہم لوگ گوشت اور پوست اور خون مصطفے علیہ السلام کے
ہین مصطفے علیہ السلام کی میراث اور اونکا علم ہم ہی لوگون مین ہے۔ عائشہ نے

کہاکہ خاطر جمع رکھہ کہ علی تیرے ان باتونپر توجہ نکرینگے اور جو کچھہ تو کہیگا
اوسپر تجھہ سے خوش ہونگے - عبد اللہ نے کہا کہ مجکو اس معاملہ مین [illegible]
کوئی انعام لینا نہین ہے بہن علی کو دوست رکھتا ہون اور مین علی کی باتونکو
تسلیم کرتا ہون - اس سبب سے کہ جو نسبت ہے [illegible] مصطفے علیہ السلام سے
اونکو زیادہ تر قربت حاصل ہے - اور میراث و علم مین بھی علی اونکے نائب
مصطفے علیہ السلام سے بہت ہی نزدیک ہین اور اونکو سب سے زیادہ [illegible]
ہے - اسلیے کہ مصطفے علیہ السلام کے بھائی ہین - اور آپ نکے چچا کے بیٹے
ہین اور اونکی دختر کے شوہر ہین - اور آپکے فرزندون کے باپ ہین اور
اونکے علم کے دروازہ ہین اور آپکے میدان جنگ کے پہلوان ہین اور
تجکو علی سے کیا نسبت ہے کیونکہ ہم لوگون نے جو کچھہ تیرے [illegible]
حق مین کیا ہے تم لوگ اوسی احسان کا حق نہین ادا کر سکتے یہہ کہا اور [illegible]
کے نزدیک سے اوٹھہ کھڑا ہوا - اور خدمت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین آیا
اور جو کچھہ تقریر اوس سے اور عائشہ سے ہوئی تھی بیان کی امیر المومنین نے
فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ تجکو اوس کے پاس بھیجنا نچاہیے تھا - یہہ کہکر فرمایا
کہ جناب مصطفے علیہ السلام کے مرکب پر زین باندہا جاوے جب زین باندہا
گیا تو اوسپر سوار ہوکر مکان عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پہونچے - اور اجازت
چاہکر اندر گئے دیکھا کہ عائشہ بیٹھی رو رہی ہین - اور ایک جماعت زنان بصرہ
اوسکے گرد بیٹھین تھین اور رو رہی تھین زوجہ عبد اللہ بن خلف الخزاعی نے جب
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو چلانے لگی اور اوسکی خاندان کی عورتین کہ
وہین پر سب جمع تھین اوسکے ساتھہ ہمزبان ہوکر امیر المومنین کیطرف موہنہ کرکے
چلا چلاکر کہنے لگین - کہ اے دوستون کے قاتل اور جمعیت کے پریشان کرنے

والے اللہ تعالے تیرے لڑکونکو بھی اوسیطرح یتیم کرے جیسا کہ تونے فرزندان
عبداللہ کو یتیم کیا ہے - امیرالمومنین نے اوسکو پہچان لیا - اور فرمایا کہ توجو مجکو
دشمن سمجھتی ہے اسمین مین تجکو ملامت نہین کرتا اسلئے کہ تیرے دادا کو بروز بدر
اور تیرے چچا کو بروز احد اور تیرے شوہر کو کل مینے ہی قتل کیا ہے - اور اسوقت
جیسا تونے مجکو قاتل دوستان تبلایا اگر مین فی الحقیقت قاتل دوستون ہی کا
ہوتا تو اسوقت ہر شخص کو جو اس گھر مین موجود ہے قتل کرڈالتا یہہ کہکر عائشہ کی
طرف متوجہ ہوا - اور فرمایا کہ ان کتون سے تو ہی جپ شور کررہی ہے - تو
خوب سمجھ رکہ کہ اگر مجکو آرام خلائق منظور نہوتا تو اسوقت ان سب کو اس گھر سے
باہر لا کر کتون کیطرح قتل کرڈالتا - عائشہ یہہ بات سنکر چپکی ہو رہین اور اون
عورتون نے بھی امیرالمومنین کو بہ غصہ مین دیکھا تو مارے ڈرکے کوئی بات
بہیہ منہ سے نکل سکین - پس امیرالمومنین نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا خدا
تعالے نے تجکو حکم نہین دیا ہے کہ اپنے گھر مین پردے کے اندر بیٹھی رہ
اور گھر سے باہر نہ نکل - حالانکہ تو گھر سے باہر نکل آئی اور گنہگار خدا ہوئی - اور
اپنے شوہر کو جنگ مین ڈالدیا - اور لوگونکو میری لڑائی پر ترغیب دیتی رہی
تجھے یہہ خیال بھی نہ آیا کہ خدا تعالے نے ہمارے ہی سبب سے تجکو بزرگی
دی ہے - یہہ ہمارے ہی رشتہ داری کا سبب ہے جو تو ام المومنین مشہور
ہوئی - اب اوٹھہ اور اوس گھر مین چلی جا جہان مصطفے علیہ السلام تجکو چھوڑ گئے
تھے - اور خبردار کہ پھر زندگی بھر اوس گھر سے باہر اب نہ نکلنا - یہہ باتین ارشاد
فرماکر امیرالمومنین عائشہ کے پاس سے باہر چلے آئے - دوسرے دن امیرالمومنین
علی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حسن رضی اللہ عنہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاس
بہیجا حسن نے عائشہ سے کہا کہ امیرالمومنین نے اسوقت یہہ قسم کہائی ہے

کہ قسم اوس خدا کی جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے کہ اگر اسی وقت تو اوٹھکر مدینہ کی
طرف نہ چلی جائیگی تو اب مین تیرے حق مین وہی بات کہہ ڈالونگا جو تجھکو بھی معلوم
ہے - عائشہ رضی اللہ عنہا اوسوقت سر مین کنگھی کر رہی تھین - اور داہنی طرف کی
گوندہ چکی تھین بائین چوٹی باقی تھی کہ جب حسن رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام اونکو دیا -
اس بات کے سنتے ہی بائین چوٹی بے گوندھی چھوڑکر فوراً اوٹھ کھڑی ہوئین اور
کہنے لگین کہ میری سواری جلد لاؤ کہ مین مدینہ کی طرف ابھی روانہ ہو جاؤنگی
ایک عورت جو خاندانِ مہالبہ مین سے تھی اور جو عائشہ کے پاس موجود تھی کہنے
لگی کہ اے اُمّ المومنین عبد اللہ ابن عباس تمہارے پاس آئے اور
ہر طرح کی گفتگو کرتے رہے لیکن تمنے اونکو بہت سخت جواب دیے کہ وہ تمہارے
پاس سے چلے گئے - اور پھر دوسرے روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ خود
تمہارے پاس آئے اور تمہارے اور امیر المومنین کے بیچ مین بہت کچھ باتین
ہوئین - مگر تمکو کچھ بھی پریشانی نہوئی اور نہ اپنے مقام سے تمنے جنبش کی مگر مجھکو
تعجب ہے کہ اس لڑکے کی بات سے تمہارے اسقدر پریشان اور مستعد
روانگی مدینہ ہو جانے کا کیا سبب ہے - عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ مجھکو
حسن کی بات پر اسوجہ سے بیقراری ہوئی کہ وہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا ہے - جسکو سیاہی چشم مبارک مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
منظور ہو - وہ سیاہی چشم حسن پر نظر کرے - علاوہ اسکے ایک بات اور بھی
ہے جو زبانِ علی پر جاری ہوئی اور جسکا اشارہ معرفت حسن کے بطور پیغام
میرے پاس کہلا بھیجا تھا مین اوس سے لاچار ہو گئی اور اُس بات کو کان لگا کر
سُنا اور اسیپر یہ الفاظ کہا کہ اب بصرہ سے مدینہ کیطرف چلا جانا ہی بہتر ہے - اس
عورت نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمکو قسم خدائے سبحانہ تعالےٰ کی

دیتی ہون اور اوسکے رسول محمد علیہ السلام کا واسطہ دلاتی ہون کہ مجھکو بتلا دو کہ وہ
کیا بات ہے کہ جسکے سبب تمکو ایسا اضطراب پیدا ہو گیا۔ عائشہ نے کہا کہ اب
تو مجھکو قسمین دے رہی ہے لہذا مین تجھسے بیان کرتی ہون کہ ایک مرتبہ مصطفےٰ
علیہ السلام کسی لڑائی سے بہت سا مال غنیمت لائے تھے اور اوسکو اپنے
اصحاب پر تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے مین ہم تمامی ازواج مصطفےٰ علیہ السلام
کے اوس مال مین سے اونسے کچھ مانگنے لگی اور ہم سب بہت کچھ باتین کہنے
لگی۔ مصطفےٰ علیہ السلام ہماری منت و الحاح سے پریشان ہوئے علی رضی اللہ
عنہ اسوقت موجود تھے کہ اوس الحاح پر ہمکو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے
کہ بہت منت نکرو خاموش رہو کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان نہوں یہ سنکر
ہم لوگ علی سے سخت کلامی کرنے لگے اور علی کو رنجیدہ کیا تو علی نے
کلام اللہ کی اس آیت کو پڑہا عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ
اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ جسکے معانی یہ ہین کہ نزدیک ہے پیغمبر کا
اللہ تمکو طلاق دے تاکہ بعوض اوسکے اسے دوسری بیبیان دیوے جو تم سے
بہتر ہون مگر ہم لوگ دوسری بار پھر الحاح کرنے لگے اور سخت کلامی کرتے
رہے رسول علیہ السلام ان سخت کلامیون سے جو کہ ہم لوگ نسبت علی
کے کرتے تھے ناخوش ہوئے اور بہت غصہ کیا اور علی کو فرمایا کہ یا
علی مینے طلاق ان اپنی ازواج کا تمہارے اختیار مین دیدیا۔ انمین سے تم
جسکو جب طلاق دیدو وہ میرے زوجیت سے خارج اور میرے کاح سے
ساقط ہو جاویگی۔ اور اس طلاق کا کوئی وقت معین نہین فرمایا کہ میری حالت
حیات مین یا بعد وفات میرے طلاق دو لہذا مجھکو خوف ہے کہ اگر اسوقت
ارشاد علی پر عمل نکرون اور علی مجھکو طلاق دیوین تو شرف زوجیت مصطفےٰ

مصطفیٰ علیہ السلام سے بھی محروم اور دولتِ ابدی سے بے بہرہ ہو جاؤنگی یہی
سبب ہے کہ اسوقت روانہ مدینہ ہوتی ہون - یہہ کہکر فوراً بصرہ سے مدینہ
کیطرف روانہ ہوئین - امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے عورات بصرہ کی ایک
جماعت کو بلاکر حکم دیا کہ عمامے باندہلین اور لباس مردانہ پہنکر عائشہ رضی اللہ عنہا
کے ہمراہ جاوین - جب یہہ عورتین اسطرح ہمراہ چلین تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ مجکو مردون کی جماعت کے ہمراہ
اسقدر پیادہ دور دراز پر روانہ کیا ہے - یہہ سنکر ایک عورت اپنی اونٹ کو
عائشہ کے قریب لے آئی اور اپنا مونہہ کھولدیا اور کہا کہ اے ام المومنین
ہم سب عورتین ہی ہین جو بلباس مردانہ تمہارے ہمراہ چلتی ہین - کیونکہ امیر
المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ہمکو حکم فرمایا ہے کہ بشکل مردانہ ہم تمہارے ہمراہ
رہین تاکہ اثنای راہ مین کوئی تم کو نظرِ بد سے نہ دیکھے جس سے کوئی خرابی یا نقصان پہونچے
تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ وہ سب کی سب عورتین ہین تو خوش ہوئین
اور امیر المومنین کا احسان مانا اور جو شکایت مردون کی ہمراہی کے معاملہ مین کی
تھی وہ شکر سے تبدیل کی جب مدینہ مین پہونچین اپنی کوٹھری مین جا بیٹھین اور ان
سب عورتون کو اچھی طرح بصرہ کی جانب واپس کیا اور جو حرکتین کہ کر چکی تھین
ان سے نہایت پشیمان ہوئین - اور جسوقت جنگ جمل کا خیال کرتی تھین
اثنای روتی تہین کہ مقنعہ انسوؤن سے تر ہو جاتا تھا اور بیہوش ہو جاتی تھین اور کبھی
کبھی یہہ بھی کہتی تہین کہ کاش سفر بصرہ سے ۲۰ سال پہلے مین مرگئی ہوتی تاکہ ایسی
حرکت مجھسے سرزد نہوتی - ناقلانِ اخبار بیان کرتے ہین کہ بروز جنگ جمل لشکر
عائشہ مین اصحاب جمل ۳۰ ہزار مرد مع سوار و پیادہ ونکے تھے - بلکہ اس سے بھی
زیادہ تھے - اور لشکر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ مین ۲۰ ہزار سوار و پیادہ تھے -

لشکر علی رضی اللہ عنہ میں سے ایک ہزار ۷ سو مرد شہید ہوئے اور اصحاب
جمل میں ۹ ہزار مرد صرف ایک ہی خاندان آزد میں اور ۳ ہزار مرد خاندان ضبہ
میں اور دو ہزار مرد خاندان ناجیہ میں اور ۳ سو مرد خاندان بنی بکر و بن ایل میں اور
۸۰۰ مرد بنی حنظلہ میں اور ۹۰۰ مرد خاندان بنی عدی میں اور ۹۰۰ مرد جوان سب کی
دوست واحباب تھے جملہ ۱۸ ہزار آدمی قتل ہوئے - کہتے ہیں کہ کسی شخص نے
جو خاندان تمیم بن مرہ میں سے تھا عبدالرحمن بن صرۃ القنوحی سے جسنے شتر عائشہ
کے پاؤں قلم کیے تھے پوچھا کہ تونے عائشہ کے اونٹ کے پاؤں کیوں کاٹ
ڈالے قنوحی نے جواب دیا کہ تو یہ کیسی بات پوچھ رہا ہے - اگر میں اوس روز عائشہ
کے اونٹ کے پاؤں کاٹ نہ ڈالتا تو لشکر عائشہ میں سے ایک شخص بھی زندہ
باقی نہ بچتا لہذا وہ تمام لڑائی بمجرد پے کرنے شتر عائشہ کے تمام ہو گئی اور سب
جنگ و نزاع موقوف ہوئی - القصہ جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جنگ
جمل سے فراغت پائی اور سب جنگ و نزاع دور دفع ہوئی تو چند روز امیر المومنین
نے بصرہ میں اور قیام فرمایا اسکے بعد یہہ مناسب ہوا کہ مع لشکر یہاں سے کوفہ
کی سمت چلنا چاہیئے - لہذا ارشاد فرمایا کہ ایک منبر لشکرگاہ میں رکھدیا جاوے
جب منبر رکھا گیا تو آپ اوس پر تشریف لیگئے اور حمد باریتعالی انتہاے فصاحت
و بلاغت کے ساتھ ادا فرما کر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت درود بھیجے اور
چند کلمات اسی جنگ و مخاصمت کے معاملہ میں جو درمیان امیر المومنین اور قوم بصرہ
وغیرہ کے ہوئی تھے ارشاد کیے - منذر بن جارود العبدی کھڑا ہو گیا - اور فتنہ و فسادات
زمانہ آخر کا حال دریافت کرنے لگا - امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کیفیت
اون فتنہ و فسادات کی جو زمانہ آخر میں پیدا ہونگے - ایسے مفصل بیان فرمائی - اور طرح
طرح کے عجائب و غرائب جو بعد انتقال مصطفےٰ علیہ السلام دنیا میں پیدا ہوتے جائینگے الخ

اشتہ بیان کیے - کہ سب سننے والے چاروں طرف زار زار رو رہے تھے اور امیر المومنین کے کمالات و فضائل و بلاغت پر تحسین و آفرین کا شور برپا تھا - اسی خطبہ کے آخر مین امیر المومنین نے فرمایا کہ اے فرزند میرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یون سنا ہی کہ قیامت اونھین لوگون پر آویگی جو کہ دنیا مین شرارت پیشہ ہین - اور قیامت جمعہ کی دن یکم ماہ محرم کو آئیگی - پھر یہہ کہکر فرمایا کہ اے مسلمانون اپنے دلون مین اُسی دن کا خوف کرو اور اعمال صالح و کارہائے نیک کرنے مین نہایت کوشش کرو تاکہ دنیا کی شرارت پیشون مین کہین تمہارا بھی شمار نہو جاوے - مورخ اس کتاب کا ابو محمد احمد بن اعثم الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ہم نے یہہ تمام حالات ثقہ لوگون اور راویون اور معتبر شخصون سے اور ایسی جماعت سے جو سچ سچ بولتے اور نیک نیتی کے برتاؤ کرنے مین معروف اور مشہور تھے پوشیدہ اور علانیہ سنے ہین گو یہہ امور الفاظ مختلف مین تھے مگر چونکہ سب کے ایک ہی معنی تھے لہذا ایک ہی ڈھنگ پر مینے اسکو تحریر کیا ہی فقط

تمت

الحمد للہ کہ این کتاب لاجواب از قلم شکستہ رقم عاصی پر معاصی
ازلی گنہگار کم بیلی سید فرزند علی لکھنوی غفر اللہ ذنوبہ
تلمیذ یافتہ جناب فیضماب خوشنویس خفی و جلی
سید قاسم علیصاحب متخلص بہ خواہان
ساکن شہر بانس بریلی محلہ
سعد ڈھنی بتاریخ ۲۰ مارچ
سنہ ۱۸۷۸ عیسوی
تکمیل یافت

ضمیمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منقول از کتاب مروج الذہب تصنیف ابو الحسن علی مسعودی متوفی ۳۴۶ھ - منذر بن جارود عبدی سے منقول ہے کہ جب جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ بصرہ مین تشریف لائے تو جانب طف کے داخل ہوئے اور مقام زاویہ مین رونق افروز ہوئے سو مین اونکے دیکھنے کو اپنے گھر سے نکلا - اور دیکھا کہ اولا ایک لشکر قریب ہزار سوار کے آیا جنکا پیشرو ایک گھوڑے اشہب پر سوار تھا جو ٹوپی اور سفید لباس پہنے ہوئے اور ایک تلوار لٹکائے ہوئے تھا اور رایت اوسکے پاس تھا اور مینے دیکھا کہ قوم کے عامے اکثر سفید اور زرد تھے اور وہ لوگ پورے مسلح تھے - سو مینے پوچھا کہ یہہ سردار کون ہے لوگون نے کہا کہ یہہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ ہین اور یہہ قوم انصار وغیرہم ہین - بعد ازان اونکے متصل ہی ایک اور سردار اسپ پر سوار آئے جنکا عمامہ زرد اور لباس سفید تھا اور تلوار لٹکائے اور کمان دوش پر تھی اور اشقر گھوڑے پر سوار تھے اور تخمیناً ہزار سوار اونکے ساتھ تھے مینے پوچھا یہہ کون ہین لوگون نے کہا کہ یہہ خزیمہ بن ثابت انصاری صاحب شہادتین ہین - بعد ازان ایک اور سردار آئے کمیت گھوڑے پر سوار زرد عمامہ باندہے ہوئے جسکے نیچے سفید ٹوپی تھی اور قبا نہایت سفید پہنے ہوئے تھے تلوار لٹکائے ہوئے اور کمان دوش پر

سردار پہلے دونون سردارونکے مشابہ تہا بیٹے پوچھا کہ یہہ کون ہین لوگون نے
کہا کہ یہہ قثم بن عباس یا عبیداللہ بن عباس ہین - بعد ازان لشکر اور نشان یکے بعد
دیگرے آنے لگے اور نظر سے گذرنے لگے - پہر ایک لشکر آیا جسمین بہت ہی لوگ سفید
نشانون کے تھے اور بیچ مین ایک بڑا جہنڈا تہا اور اس گروہ کے آگے ایک سردار
سردار قوی بازو جسکی نظر زمین کیطرف بہ نسبت آسمان کے زیادہ تہی تشریف لاے
اونکے داہنی ہاتہ کیطرف ایک خوبصورت جوان اور اونکے دست چپ کیطرف
دوسرا خوبصورت جوان اور ان سب کے آگے تیسرا جوان اون دونون کے
مانند تہا - مینے پوچھا یہہ کون ہین مجہسے کہا گیا کہ یہہ جناب علی ابن ابیطالب ہین
اور اونکے دست راست اور دست چپ پر حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین
ہین اور اونکے سامنے محمد بن الحنفیہ ہین جنکے پاس بڑا جہنڈا ہے - اور یہہ اونکے
پیچہے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہین - اور یہہ اولاد عقیل وغیرہ جوانان بنی ہاشم
ہین - اور یہہ مشائخ اہل بدر مہاجرین اور انصار سے ہین - پس جناب امیر اوس
موضع معروف زاویہ مین فرودکش ہوے اور چار رکعتین پڑہین اور رخسار مبارک کو
خاک آلودہ کیا جسمین اشکہای مقدس ملگئے تہے پہر سجدہ سے اوٹہے اور یہہ دعا پڑہی
کہ اے آسمانون اور اوسکے اشیاء زیرین کے اور زمینون اور اونکی اوپر کی چیزونکے
پروردگار اور عرش عظیم کے مالک یہہ بصرہ ہی ہین اوسکی خیر تجہسے مانگتا ہون اور اوسکے شر سے تیری
پناہ چاہتا ہون الٰہی تو مجکو اچہا اوتارنا اوتار اور تو عمدہ اوتارنے والا ہے الٰہی یہہ قوم
مجہسے باغی ہوگئی اور میری اطاعت سے باہر ہوگئی اور میری بیعت کو توڑ دیا الٰہی مسلمانونکا
خون بچا فقط انتہی موضع الحاجۃ من الکتاب المذکور فقط

تمام شد